تحلیلِ نفسی اور تعبیرِ خواب

از

عبدالحی جمیل علوی ام اے
ممبر برٹش سیکالوجیکل سوسائٹی
صدر شعبۂ نفسیات ٹیچرز ٹریننگ کالج، کابل

ناشر

ادارۂ دانش و حکمت حیدرآباد دکن

rekhta

Scanned with CamScanner

(حقوق محفوظ)

طبع اول

۱۰۰۰

۱۹۴۵ء

سول ایجنٹ:

اسٹار ایجوکیشنل سپلائی کمپنی

عابد روڈ

حیدرآباد دکن

قیمت دو روپے آٹھ آنے

rekhta

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین

۱۔ مقدمہ : نفسیات بحیثیت سائنس ۵

۲۔ پہلا باب: تحلیلِ نفسی اور تعبیرِ خواب ۲۱

۳۔ دوسرا باب: تعبیرِ خواب ۷۹

۴۔ تیسرا باب: تعبیرِ خواب (مسلسل) ۱۴۳

۵۔ چوتھا باب: تلازمِ اختیاری ۹۷

rekhta

Scanned with CamScanner

مقدمہ

نفسیات بحیثیت سائنس

۱۸۷۹ء کا سال بھی کتنا مبارک تھا جس نے نفسیات کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ ماہرین نفسیات ونٹ (Wundt) کے کارناموں کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے جس نے تاریخ نفسیات کے اس روشن ترین سال میں کافی جدوجہد اور مصائب و آلام کا سامنا کرنے کے بعد جامعۂ لائزگ (Leipzig) میں اپنے مبارک ہاتھوں سے نفسیات کے پہلے معمل کی بنیاد رکھی۔ بنیاد کیا رکھی یا یوں کہئے کہ نفسیات کو گمنامی کی زندگی سے نکال کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور اس سے ظلمت کا پردہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھا دیا۔ اس انقلاب کی تحریک یوں تو ونٹ سے ہی

Scanned with CamScanner

جاری تھی۔ لیکن اس نوزائیدہ بچے (نفسیات) کو والدین (فلسفہ) سے جدا کرنے اور فلسفہ کے حامیوں سے مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ یہ فخر ونٹ کو ہی نصیب ہوا کہ اس نے ان تمام اعتراضات کی ذرہ بھر بھی پرواہ کی، جو تجربی نفسیات کے متعلق فلسفیوں نے کیے۔ "محاسبہ باطن" کے حامیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ایسا کرنے سے نفسیات مستقبل میں فعلیات بن جائے گی۔ عوام کے اعتراضات اور بھی زیادہ پیچیدہ تھے۔ نفسیات میں تجربات کا نام سن کر کان پر ہاتھ دھر لیتے، اور کہتے "کیا نفس اپنے افعال میں طبعی ذہن کے قوانین سے مبرا نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو نفس کے متعلق تجربات کس طریقے سے ممکن ہو سکتے ہیں؟ اور اس نئی تجربی نفسیات کی حقیقت کیا ہو گی؟ کیا یہ لوگ معملوں میں معمول کے اعصاب اور دماغ کو کاٹ کر دیکھا کریں گے؟ یہ تو عجیب مذاق ہو گا۔" لیکن باوجود فلسفیوں کی تمام کوششوں کے کہ فلسفے سے نفسیات کو کسی طرح جدا نہ کیا جائے، حالات موافق تھے۔ ونٹ کے اس دلیرانہ فعل سے متاثر ہو کر لوگ غیر ممالک سے جوق در جوق اس کے معمل میں آئے، اور تعلیم سے فراغت

پا کر یہ اپنے اپنے ممالک میں نفسیات کے معمل قایم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی ضمن میں یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ برطانیہ کے فلسفی اپنی قدیم روایات پر بالکل قایم تھے، اور انھوں نے اس نئی تحریک کی سختی سے مخالفت کی۔ بیسویں صدی کے شروع میں ڈاکٹر مک ڈوگل، ڈاکٹر مائرز اور ڈاکٹر روزرکی لگاتار کوششوں سے لندن اور کیمبرج میں معملوں کی بنیاد رکھی گئی۔ ان کی تقلید بعض دوسری جامعوں نے بھی کی۔

انقلاب کا زمانہ تھا۔ انقلابیوں نے (جن میں زیادہ تعداد امریکہ والوں کی تھی) یہ بات سختی سے محسوس کی کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ نفسیات کو تمام دوسرے علوم کی پیروی میں شفقت مادری سے محروم ہونے کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ لیکن مستقبل کی نفسیات کے مقاصد کیا ہوں گے؟ اس کے متعلق خیالات مختلف تھے۔ بعض سیرت کے حامی تھے، بعض معائنہ باطن کی اہمیت کو برقرار رکھنا چاہتے تھے، اور بعض ان دونوں کے مخالف تھے۔

غرضیکہ ۱۹۰۰ء تک مختلف مذاہب پیدا ہو گئے۔ لیکن یہ تمام اس بات پر متفق تھے کہ نفسیات کی نشو و نما کے لیے خاطر خواہ انتظام کرنا ہم پر لا بد ہے۔ نفسیات کی خوش قسمتی کہ بعض اطبا نے نفسیات کے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔ مطالعہ کرنے کے بعد انھوں نے ایک علیحدہ، لیکن نہایت ہی مشہور و مفید مذہب قایم کیا۔ قاعدہ ہے کہ کوئی چیز جتنی زیادہ تاریک ہوگی اور روشنی پڑنے سے وہ چیز اتنی ہی زیادہ منور ہوگی۔ یہی حال نفسیات کا ہوا کہ بچپن میں ہی اس کے عروج کا ستارہ تمام عالم پر آب و تاب سے چمکا۔ اس ۲۵ سال کے قلیل عرصے میں یعنے ۱۹۰۰ء کے بعد مروجہ علوم نے اس کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نفسیات کا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے؟ یعنے دوسرے مروجہ علوم کی طرح کیا اسے بھی ایک علیحدہ علم (سائنس) قرار دیا جائے؟ نیز یہ کہ اس نئے مروجہ علم کا مستقبل کیا ہوگا؟۔

پہلے سوال کا جواب دینے کے لیے ہمیں دوسرے

تمام علوم کی صفات مخصوصہ پر غور کرنا پڑے گا، ایسی صفات چار ہیں، پہلی دو نظری اور باقی ماندہ عملی صفات ہیں۔

۱۔ علوم کی تحقیق محکمانہ ہوتی ہے اور اس کی نشو و نما آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔

۲۔ مشاہدات کے بعد علوم تجرباتی ہو جاتے ہیں یعنی علوم کی نشو و نما میں تجربات خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۳۔ تمام علوم میں عملی پہلو ضرور موجود ہوتا ہے، یعنی علوم کو روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۴۔ کلیے، قوانین وضع کیے جاتے ہیں، جن میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا نفسیات میں یہ صفات موجود ہیں؟ اگر یہ صفات اس میں موجود ہوں تو نفسیات کا مطالبہ تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۱۔ "محکمانہ تحقیق" ۔ یہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ نفسیات کے مختلف مذاہب نے مختلف شعبے قائم کر لیے ہیں۔ یہ سب صرف اسی لیے کہ نفسیات پر

تمام ممکن ترین پہلوؤں سے روشنی ڈالی جاسکے۔ نفسیات کو بالعموم تین حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے نفسیات متعلقہ بالغان، اطفال اور حیوانات۔ ان تین مختلف شعبوں کو تین طریقوں سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلی تقسیم انفرادی اور معاشرتی رو سے ہے۔ دوسری طبعی اور غیر طبعی لحاظ سے ہے۔ تیسری تقسیم عملی اور نظریاتی ہے۔ شکل سے ان کو اس طرح واضح کیا جاسکتا ہے:۔

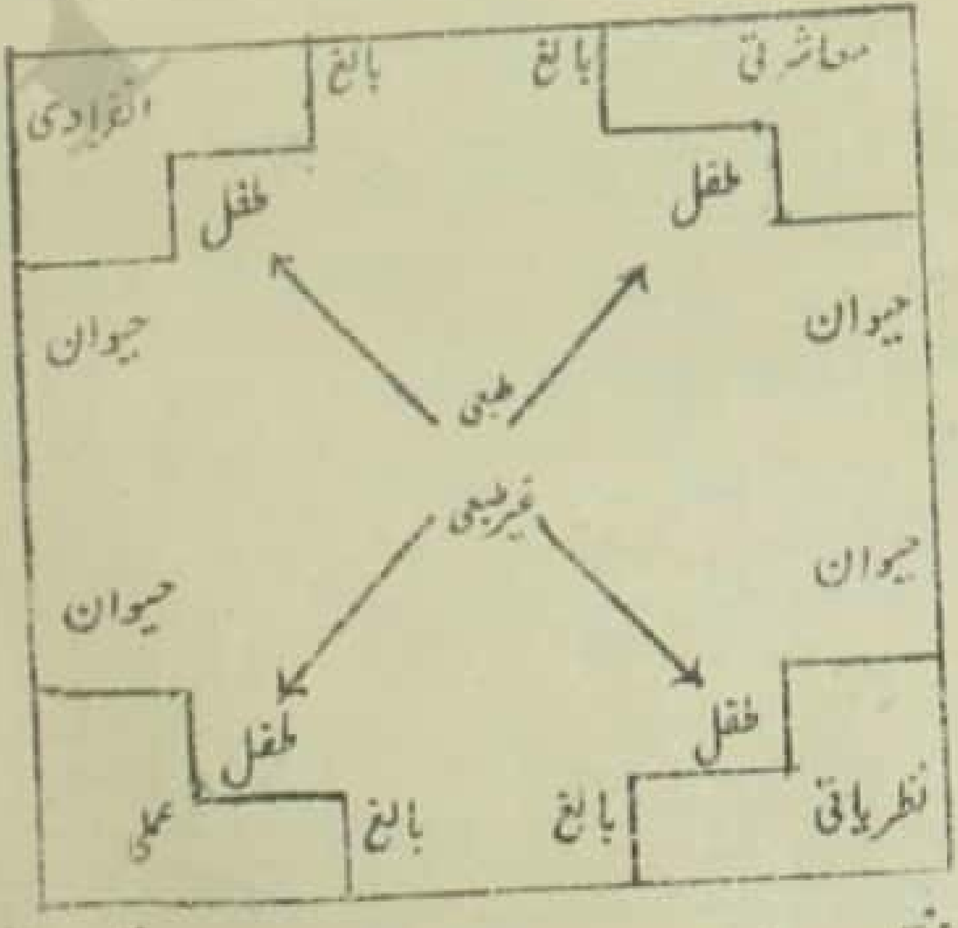

مختلف مذاہب نے اپنے موضوع تحقیق کے لیے

Scanned with CamScanner

چھانٹ لیے ہیں۔ کسی کی توجہ کا مرکز محض حیوانات ہیں اور کوئی اپنی پیاس غیر طبعی نفسیات سے بجھا رہا ہے۔

۲۔ "تجربات"۔ موجودہ تجربی نفسیات کی نشو و نما فعلیات اور طبیعیات سے ہوئی۔ اس لیے انھوں نے ان کی تقلید میں تمام ذہنی کیفیات کو تجربات سے واضح کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس ۲۵ سال کے قلیل عرصے میں مسئلۂ شور، تکان، یادداشت، بصیرت، مشروبات کے اثر وغیرہ کو تجربات سے واضح کیا جا رہا ہے۔ سہولت کے لیے موزوں آلات بھی مہیا کر لیے گئے ہیں۔ اب محض نفسیات اور تجربی نفسیات کا فرق روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے مظاہر جن کا تعلق محض نفسیات سے تھا، وہ بھی تجربی نفسیات میں داخل کر لیے گئے ہیں۔ یعنی احساس اور اعلیٰ خیالی کیفیات مثلاً سوچ بچار وغیرہ۔ یہاں سوال کیا جا سکتا ہے کہ نفسیات کے تجربات سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب مختصراً یوں ہے کہ "معمل میں حالات یا ماحول پر تسلط جما لینا"۔ یہی تسلط تمام علمی تحقیقات کی روح ہے۔ مظاہر کے محض مشاہدے کے لیے بعض اوقات

ایک مدت تک منتظر رہنا پڑتا ہے، کیوں کہ مظاہر ہماری مرضی سے دوبارہ ظہور میں نہیں آ سکتے۔ چند ایک طبیعی علوم کی بنیاد اسی قسم کے مشاہدوں پر مبنی ہے، لیکن اگر ہم حالات پر قابو پالیں، تو کئی ایک مشکلات سے صاف بچ سکتے ہیں۔ نفسیات کے معمل میں بھی اسی کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے، جس سے معمول کی ذہنی کیفیات کا مطالعہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ نفسیات کے "تیسری مذہب" کی تو بنیاد ہی گویا تجربات پر ہے۔ "معائنہ باطن" ان کے نزدیک ایک مہمل چیز ہے۔ ان کے معملوں میں انسانوں، حیوانوں، اور بچوں کی سیرت کا نہایت ہی خوبی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جانوروں کی سیرت کے متعلق انھوں نے ان دنوں حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ بچے اور حیوان جن کو معائنہ باطن کی وجہ سے نفسیات سے خارج کیا جاتا تھا، اب نفسیات میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔

۳۔ "عملی پہلو"۔ نفسیات کا دائرہ یوں تو عملی لحاظ سے نہایت ہی وسیع ہے، لیکن اس کا استعمال ان تین

Scanned with CamScanner

شعبوں میں سب سے زیادہ ہے:

الف۔ "صنعت"۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ صنعت و حرفت میں نفسیات کا استعمال دن بہ دن عام ہوتا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سی۔ ایس۔ مائرز سب سے مشہور ہستی ہیں جو لندن میں اس قسم کی درس گاہ کے پرنسپل ہیں۔ ان کی زیر نگرانی سب سے زیادہ تحقیق، تکان، کام اور فرصت کے اوقات اور قلیل ترین وقت میں بہترین کام لینے کے متعلق کی گئی ہے اور نتایج نہایت ہی خاطر خواہ بر آمد کیے گئے ہیں۔ کارخانے کے مالک اپنے کام اور مزدوروں کی تعداد کے متعلق ماہر نفسیات سے مشورہ لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کارخانے میں نفسیات کا استعمال یہ ہے کہ وقت کم کرنے کے علاوہ مزدوروں کی تعداد بھی کم کر دی جائے، لیکن یہ سب کچھ اس طریقے سے ہو کہ کام کی مقدار گزشتہ کام کی نسبت بہت زیادہ ہو۔ تجربات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ کام اور فرصت کے اوقات ایک خاص طریقے سے معین کرنے سے کام کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے

اور مزدوروں کی صحت پر اس کا اثر بہت اچھا پڑتا ہے۔

ب۔ "تعلیم" یوں تو نفسیات کو محکمۂ تعلیم میں پہلے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن تجربی نفسیات نے اس کے دایرے کو اور بھی وسعت دے دی ہے۔ محکمۂ تعلیم پر غالباً سب سے زیادہ احسان ڈاکٹر الفرڈ بینے اور سائمن کا ہے، جنھوں نے ذہنی معائنے کا طریقہ ایجاد کر کے ذہنی عمر کا تصور قایم کیا۔ امریکہ میں ٹرمن اور انگلستان میں برٹ نے کافی تحقیق کے بعد ۱۸ سال کی عمر تک کے افراد کے لیے ایسے معائنوں کی فہرست تیار کی ہے، جن کی مدد سے نہ صرف کند ذہن بچوں کا پتا چل سکتا ہے بلکہ ان کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ کند ذہن بچوں کو اوسط درجے کے ذہین بچوں سے جدا نہ کرنے کا اثر ساری جماعت پر پڑا کرتا تھا۔ لیکن ذہنی معائنے سے اس کا مطلق خطرہ نہیں رہا۔ تعلیم کے علاوہ فوجی سپاہیوں پر بھی اس فہرست کا استعمال خوش اسلوبی سے کیا جاتا ہے۔

ان دنوں طریقۂ تعلیم بھی نفسیاتی کر دیا گیا ہے۔ بچے کو مارنے اور دھمکانے کی بجائے اس کے جملہ نقائص کا

نفسیاتی طریقے سے علاج کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے "تجزیۃ النفس" ایک بہترین آلہ ہے۔ سبق یاد کرنے کے طریقے میں بھی نفسیات کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یادداشت کو قوی کرنے، کسی نظم یا نثر کو جلد از جلد یاد کرنے کے لیے ہمیں نفسیات کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ تعلیمی نفسیات مدرسین اور طالب علموں پر بہت زیادہ احسان کر رہی ہے۔

ج۔ "طب"۔ نفسیات کو غالباً سب سے زیادہ طب میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس علم میں اس کا استعمال اتنا عام ہے کہ خود طبی نفسیات کے کئی مذاہب پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ بات اب پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ عصبی اور ذہنی کمزوریوں کا علاج صرف نفسیات سے ہی ممکن ہے۔ چونکہ یہ ذہنی بیماریاں عضوی نہیں ہوتیں، اس لیے عام طبیب ان کا علاج کرنے سے قاصر ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں ماہرین نفسیات کی خدمات کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جنھوں نے خوف و یاس کے مریضوں کو جنگ کے دوران میں بھلا چنگا کر دیا، جنون اور مرگی کے ایسے مریض جن کو سوسائٹی سے اس خیال سے

Scanned with CamScanner

باہر نکال دیا جاتا تھا، کہ ان کا علاج ناممکن ہے۔ ماہر نفسیات نے ان کو خوش آمدید کہا۔ صرف یہی نہیں بلکہ انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ دوبارہ سوسائٹی میں حصہ لے سکیں۔ اس کا ایک مذہب "تجزیۃ النفس" اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کے چشمۂ فیض سے لاکھوں پیاسے سیراب ہو رہے ہیں۔

۴ - اب باقی معاملہ رہا قوانین کا۔ انسانی فطرت کے متعلق ایسے قوانین وضع کرنا جن کا اطلاق تمام انسانوں پر ہو، ناممکن ہے۔ صرف افراد ہی اپنی فطرت میں ایک دوسرے سے مختلف نہیں، بلکہ ایک ہی فرد کی فطرت مختلف ماحول میں مختلف ہوتی ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ اس کو سکون نہیں۔ تمام جاندار چیزوں میں ایک ایسی طاقت کام کر رہی ہے جس کی وجہ سے ان کی طبیعتیں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور ماحول کے متعلق کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیسے ہوں گے۔ اگر نفسیات میں ایسے کلی قوانین وضع کر لیے جائیں تو وہ اپنی فطرت میں طبیعی یا فعلیاتی ہوں گے۔ انسان کی ذہنی دنیا اور اس کی سیرت کے متعلق قوانین تو یقیناً موجود ہیں،

لیکن وہ طبیعی کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے۔

اس مختصر بحث کے بعد قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نفسیات کا مطالبہ درست ہے اور اس کو قدرتی علوم میں شامل نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جدید نفسیات کا انحصار حیاتیات اور فعلیات پر ہے، جو بذات خود قدرتی علوم ہیں۔ فلسفے سے اس کو وہی نسبت ہے جو ان علوم کو فلسفے سے ہے۔ طبیعیات کا ماہر طاقت کی حقیقت عامہ کا مطالعہ کرنے کا خواہش مند نہیں۔ وہ محض طاقت کی چند امثلہ پر ہی اکتفا کرے گا۔ حیاتیات کے عالم کا نظریۂ حیات سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ صبر و سکون سے بہت سی جاندار اشیا کا مطالعہ کرے گا۔ جس طرح طبیعیات کے عالم "مسئلۂ طاقت" کی پروا نہیں کرتے اور ماہر حیاتیات "مسئلۂ حیات" پر کچھ بھی غور نہیں کرتے۔ اسی طرح نفسیات کے عالم "مسئلۂ نفس" کو چھوڑ کر خاص ذہنی کیفیات کے مطالعے میں مشغول ہیں۔ نفسیات دوسرے علوم کا تتبع کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ کسی ایک علم کو دقیق مطالعے کے لیے

"عام" کو چھوڑ کر "خاص" کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ "خاص" کے مطالعے سے "عام" کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ برعکس ان قدرتی علوم کے فلسفہ "عام" سے "خاص" کی طرف جاتا ہے۔ بس صرف یہی فرق ہے علوم اور فلسفے میں۔ قدیم اور جدید نفسیات میں جدید نفسیات کو ان وجوہ سے ہم دوسرے قدرتی علوم میں شمار کرنے پر مجبور ہیں اور بدیں حالات ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں رہتا کہ نفسیات، فلسفہ سے بغاوت کے بعد علیحدگی اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔

مندرجہ بالا سوال کا دوسرا جزو نفسیات کے مستقبل کے متعلق تھا۔ اس کا جواب دینے کے لیے ہمیں نفسیات کی نشو و نما کے مختلف درجات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے

قدیم تجربی نفسیات کے عالم احساس، ادراک، ردفعل کا وقت اور نفسی طبیعیات کے متعلق تجربات کرنے کا کافی خیال کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ ان سے متعلق تجربات کرنے نسبتاً آسان تھے اور فعلیات کے عالموں سے بہت کچھ

مدد کی توقع ہو سکتی تھی۔ ان کا یقین تھا کہ اسا سی تجربوں کے بعد تجربی نفسیات کی دہلیز آسانی سے عبور کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد اینگھاس اور تھارن ڈائک نے حافظے اور سیکھنے کے متعلق نہایت شاندار تجربات کیے۔ یہ زمانہ ۱۸۸۵ سے ۱۹۰۰ء تک کا ہے۔ اس کے بعد خیالات اور معائنہ باطن کے متعلق تجربات سرانجام دیے گئے۔ اس کے فوراً بعد ہی طفلی نفسیات، معاشرتی نفسیات، غیر طبعی نفسیات وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ماہرین نفسیات نے شخصیت کا معائنہ کرنے کے طریقے بھی بہت جلد ایجاد کر لیے۔ حال ہی میں اعلیٰ ذہنی کیفیات کے متعلق بھی تجربات کیے جا رہے ہیں۔ نفسیات کی مختلف شاخوں کے عالم ہر ممکن سے ممکن طریقے سے اپنے متعلقہ شعبوں پر تجربی طریقوں سے روشنی ڈالنے میں کوشاں ہیں۔

اس کے بعد درجہ بہ مستقبل کا اس کا اندازہ نفسیات کی نشو و نما کی ترقی کی رفتار سے کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تمام نفسیات تجربی نفسیات ہو گی۔ اس کے تمام پہلوؤں پر تجربات سے روشنی ڈالی جائے گی اور دوسرے طبعی علوم کا

ایک مستقل اور ضروری حصہ ہوگا۔ اس وقت ممکن ہے کہ نفسیات کے متعلق کلی قوانین بھی وضع کیے جاسکیں۔ یہ زمانہ یقیناً اس کے انتہائی عروج کا ہوگا لیکن فی الحال یہ تصور ہی تصور ہے۔

اگر نفسیات فی الواقع طبعی علوم کی ایک شاخ ہے تو سوال کیا جاسکتا ہے کہ نفسیات اور دوسرے علوم کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟۔ معاشیات (Economics) عمرانیات (Sociology) اور انسانیات (Anthropology) تو براہ راست نفسیات پر مبنی ہیں۔ اور نفسیات بذات خود اپنے اصولوں اور طریقوں کے باعث حیاتیات۔ اور فعلیات پر مبنی ہے۔ لیکن فعلیات اور حیاتیات نفسیات کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرسکتیں۔ اس رشتے کو اس نقشے سے بخوبی واضح کیا جاسکتا ہے:

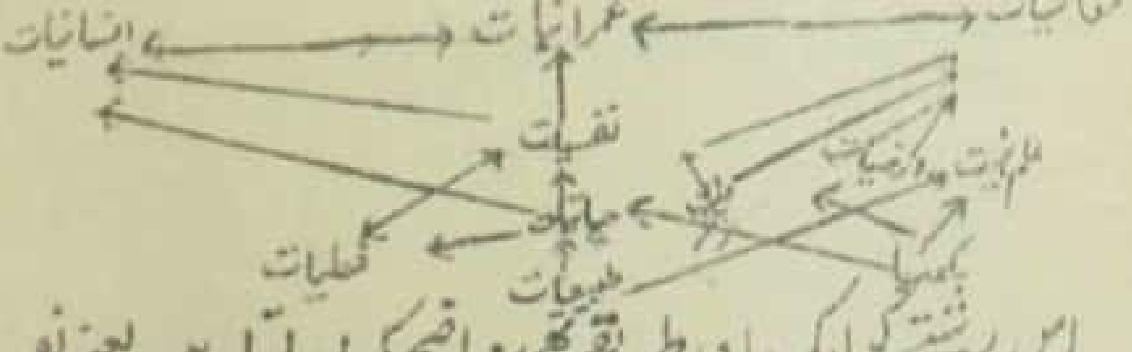

اس رشتے کو ایک اور طریقے بھی واضح کیا جاتا ہے۔ یعنے نفسیات حیاتیات پر اور حیاتیات طبیعیات پر اور طبیعیات ریاضی پر اور ریاضی منطق پر مبنی ہے لیکن منطق پھر نفسیات پر مبنی ہے۔

پہلا باب

rekhta

Scanned with CamScanner

تحلیلِ نفسی اور تعبیرِ خواب

تحلیلِ نفسی:

نفسیات کے اس شعبے کا نشو ونما جو "تحلیل نفسی" کے نام سے مشہور ہے خود نفسیات سے نہیں ہوا۔ بلکہ طبی مشق سے ہوا۔ وسیع معنوں میں یہ علم امراض دماغی کے علم کی ایک شاخ ہے لیکن اس کی بنیاد کچھ ایسے اصولوں پر رکھی گئی ہے کہ ان دنوں یہ مذہب تمام ماہرین نفسیات کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رہا ہے۔ اس کو "نفسیات سیرت" کے نام سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ سیرتی طریقوں

Scanned with CamScanner

اور اصولوں سے بہت ہی بعید ہے۔ ڈاکٹر ینگ (Jung) کے مذہب کو اکثر "نفسیات عمق" (Depth Psychology) کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق اس چیز سے ہے جو ہر فرد کی زندگی کی گہرائیوں میں محفوظ ہے۔

"تحلیل نفسی" سے اکثر تین معنے مراد لیے جاتے ہیں:۔

الف۔ علم طب کا ایک خاص طریقہ جس کو "ویانا" یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ڈاکٹر سگمنڈ فراڈ (Sigmund Freud) عصبی کمزوریوں کے علاج کے کام میں لایا۔

ب۔ ایک ایسا خاص طریقہ جس سے نفس کے عمیق طبقات کا انکشاف کیا جاتا ہے۔ اور

ج۔ ایک ایسا اصول جس سے اقلیم تعلیم کو مختص کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں یہ "علم بے شعوری" کا مترادف ہے۔ بعض طبیب غلط فہمی سے عصبی کمزوریوں کے ذہنی علاج کو "تحلیل نفسی" سے موسوم کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ اس میں ڈاکٹر فراڈ کے طریقے کو بالکل کام میں نہیں لایا گیا۔ قبل اس کے کہ ہم "تحلیل نفسی" کے معنوں پر بحث کریں۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ

ڈاکٹر فراڈ سے قبل بھی چند حکما کو علم تھا کہ نفس میں چند ایسے عناصر بھی ہیں جو ادراک میں آنے کے ناقابل ہیں. لیکن فراڈ پہلا شخص تھا جس نے اس بات پر زور دیا کہ یہ عناصر نفس کے باقی اجزا کی مطابقت کے خلاف ہیں۔

تاریخ:

"تحلیل نفسی" کی تاریخ علم امراض دماغی کی تاریخ سے وابستہ ہے۔ انھوں نے کمزور دماغ آدمیوں میں چند چند خاص تبدیلیاں دیکھ کر ان کے عادات، اطوار، اور ان کی ذہنی دنیا کا مطالعہ شروع کر دیا کہ اس سے اس کی وجوہ سمجھ میں آئیں۔ پس اسی اصول پر "تحلیل نفسی" کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ بات بہت دل چسپی سے سنی جائے گی کہ اس کے نشو و نما کی تاریخ کا تعلق "تاریخ تنویم" سے گہرا ہے. جس کی بنیاد سب سے پہلے فرڈرک مسمر (Mesmer) نے ۱۷۸۰ء میں سائنس کے اصولوں پر رکھی جو ویانا یونیورسٹی کے شعبۂ طب کا طالب علم تھا۔ بدیں وجہ اس سائنس کو اکثر "مسمیریزم" کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نے

Scanned with CamScanner

اپنا تجربہ سنگ مقناطیس سے کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ چند خاص امراض کا علاج سنگ مقناطیس سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس نے مقناطیس کی بجائے اپنی ہتھیلی کے خاص حصے کو اس کام کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس کے ذریعے انسان کو گہری نیند بھی سلایا جا سکتا ہے۔ شروع شروع میں اس نے اتنی شہرت حاصل کر لی کہ حکومت فرانس نے اسے اس بعید کے انکشاف کے لیے ایک معقول رقم نذر کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حکومت نے اسے جلاوطن کر دیا اور یہ سوئٹزر لینڈ چلا گیا۔ اس کے نظریے پر عوام تو نگاہ حیرت ڈالتے تھے، لیکن طبیبوں نے اس پر کچھ خاص توجہ نہ کی۔ انیسویں صدی کے اخیر میں پیرس اور نینسی کے دو متضاد مدارس نے بہت شہرت حاصل کر لی۔ شارکو (۱۸۲۵ - ۱۸۹۳ء) نے جو اپنے وقت کا مشہور عالم اور امراض عصبی میں خاص مہارت رکھتا تھا پیرس کے اسکول پر تسلط جمایا۔ اس نے معلوم کیا کہ جن اشخاص پر تنویم (Hypnotism) بہت زیادہ اثر کرے

وہ اختناق الرحم میں بہت جلد مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اس نے اس اصول کو اختناق الرحم کے علاج میں استعمال کرنا اور مریضہ کے نفس پر تنویمی حالت کے اثر کا اندازہ لگانا شروع کر دیا۔ اس کا یہ خیال "نینسی" والوں کے خلاف تھا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ تقریباً ہر ایک انسان پر تنویمی اثر ہو سکتا ہے۔ اور اشارات کے ذریعے بھی ایسی حالت کا طاری ہونا ممکنات سے ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس طریقے کو عصبی امراض میں برتنا شروع کیا تھا۔

شارکو کے بہت سے شاگرد تھے جنھوں نے تشریح اعصاب میں بہت شہرت حاصل کی۔ بوسٹن کے مارٹن پرنس (۱۸۵۴ - ۱۹۲۹ء) نے بھی تنویمی طریقہ مختلف امراض میں استعمال کیا۔ ماہرین نفسیات اس سے اس کے تجربات اور تجزیۂ ادراک کے سبب سے بخوبی آشنا ہیں۔ جینے (۱۸۵۹ء) ہماری توجہ کا خاص مستحق ہے جس نے پچھلی صدی کے اخیر میں اپنی زندگی امراضِ اعصاب کے لیے وقف کر دی۔ اس نے اختناق الرحم میں شارکو کے طریقۂ تنویم میں نئے تجربے قایم کیے۔ اور سب سے پہلے

اسی نے معلوم کیا کہ حالت تنویم میں اختناق الرحم کی مریضہ ان تمام واقعات اور حوادث کو دہرا سکتی ہے جو مدت ہوئی خواب و خیال سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح تمام فراموش شدہ صدمات کی یاد اس حالت میں بخوبی تازہ ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ اگر تنویمی حالت میں طبیب مریضہ کو اس قسم کے اشارات دے کہ اس کا دورہ ختم ہو چکا ہے اور اس کے تمام نشانات کافور ہو چکے ہیں تو ہوش میں آنے پر مریضہ بالکل تندرست ہو سکتی ہے، اور اس کی تمام علامات مرض غایب ہو سکتی ہیں۔ برائر (۱۸۴۲ء) اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا اور اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ علامات بذات خود کچھ معنے رکھتے ہیں، اور مریض کی زندگی اور اس کے مرض کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے۔ یہ انکشاف اس نے ۱۸۸۰ء میں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج کرتے ہوئے کیا اور اسی وجہ سے اس نے کافی شہرت حاصل کر لی۔ ایک لحاظ سے ہم جینے کو جو قریب اسی نتیجے پر پہنچا تھا اس پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے

برائر سے پہلے اپنے تجربات اور انکشافات کو کتابی صورت میں شایع کیا۔ برائر اپنے تجربات کو ۱۸۹۳ء سے پہلے شایع نہ کر سکا اور یہ وہ زمانہ تھا جب وہ اور ڈاکٹر فراڈ اس اہم منزل سے ہم سفر تھے اور دونوں ایک عالم کو محو حیرت کر رہے تھے۔ برائر اور جینے سے پہلے لارے نے بھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ دیوانے کے اوہام بھی کچھ حقیقت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کے راز کو آشکارا کرنا مشکل کام ہے۔ ڈاکٹر فراڈ اور برائر کے متفقہ انکشافات ثبت کرنے سے پہلے فراڈ کی زندگی کے حالات تحریر کرنے ضروری ہیں جو انہیں معنوں میں تحلیل نفسی کا بانی کہا جاتا ہے۔ جن معنوں میں اکبر خاندان مغلیہ کا:—

سگمنڈ فراڈ ازکو سلے دیکیا میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا لیکن وہ بچپن ہی سے دیانا چلا آیا۔ یونیورسٹی میں اس نے طب کا مطالعہ کیا اور اس علم میں خاص دلچسپی لینے لگا۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرکے اس نے چھ سال تک فعلیات کے معمل میں کام کیا، چونکہ اس شعبے میں اسے اپنی زندگی کی بہبودی کی کوئی خاص توقع نہ تھی اس لیے

اس نے طب کی مشق شروع کر دی۔ ۱۸۸۱ء میں وہ معمل سے ہسپتال چلا گیا اور وہاں اس نے علم اعصاب میں مہارت پیدا کر لی۔ خصوصاً اس کی تشریح اور نامیاتی امراض مثلاً فالج اور دماغی امراض وغیرہ میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ ان ایام میں ویانا کے طبیب اعصاب کے متعلق بہت ہی کم جانتے تھے اور ان کے علاج سے قطعاً ناواقف تھے۔ فراڈ، شارکو کی شہرت سن کر عصبی امراض کا مطالعہ کرنے کے لیے ۱۸۸۵ء میں پیرس چلا گیا۔ اور وہاں ایک سال تک مقیم رہا۔ اختناق الرحم کی مریضہ کے علاج میں شارکو کے تنویمی طریقے نے فراڈ پر گہرا اثر ڈالا، لیکن شارکو کے ایک فقرے نے اس کی توجہ کو سب سے زیادہ مبذول کیا کہ "تمام عصبی امراض میں انسان کی جنسی زندگی میں ہمیشہ کچھ فتور ہوتا ہے، اور کافی جد و جہد سے اس کا پتہ بھی چل سکتا ہے۔"[1] فراڈ کے دل پر یہ فقرہ نقش کالحجر ہو گیا۔

Woodworth: Contemporary Schools of Psychology. P. 137.

لیکن... اکثر غور کرتا رہتا کہ اگر اس کا یہ نظریہ صداقت پر مبنی ہے تو کیوں شارکو اس سقم سے عصبی امراض کے علاج میں کام نہیں لیتا؟ فراڈ کے دل میں شب و روز یہ خیال چٹکیاں لیتا رہا اور اس غور و خوض کا یہ نتیجہ نکلا کہ فراڈ نے ایک نیا اور مشہور نظریہ قایم کیا۔ یہ نظریہ اس کے دیرینہ خیالات کا ثمر شیریں تھا۔

سنہ ۱۸۸۶ء میں فراڈ، ویانا واپس چلا آیا، اور اس نے عصبی امراض، خاص کر اختناق الرحم کے لیے نئے طریقۂ علاج کی مشق شروع کر دی۔ اس کے علاج کا دار و مدار تنویمی طریقے پر تھا۔ لیکن اس طریقے میں فراڈ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اور اس پر واضح ہو گیا کہ یہ کامیابی کے راستے میں سد سکندری کا کام دے رہا ہے۔ کیونکہ ایک تو تمام مریضوں پر اس کا اثر نا ممکن ہے اور دوسرے مریض پر اس کا اثر ہو جانے کے باوجود علامات مفقود نہیں ہوتیں، یعنی جینے کا طریقۂ علاج تمام حالتوں میں ممکن نہیں۔ انھیں وجوہ سے اسے اپنی امیدوں کے مطابق کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اس لیے اس نے

دوبارہ فرانس جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ لیکن اس دفعہ وہ شارکو کے پاس نہ گیا بلکہ نینسی اسکول کے کارپردازوں کے پاس پہنچا جن کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ہر مریض پر تنویمی اثر ڈال سکتے ہیں۔ حقیقت میں انھوں نے اس تنویمی طریقے میں کافی ترقی کرلی تھی اور حالت تنویم میں اشارات کے ذریعے مریضوں پر کافی تجربات کرچکے تھے اور انہیں تجربات کی بنا پر ان کا دعویٰ خام نہیں تھا۔ آج بھی انہیں کے طریقے خاص کر کوے اور باڈون کے طریقوں کو تنویم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ فراڈ اس مدرسے کے ایک طبیب کی باتیں سُن کر مایوس ہوگیا جس نے اسے مطلع کیا کہ یہ طریقہ خصوصی مریضوں کے لیے کامیاب ثابت نہیں ہو رہا ہے جتنا کہ عام مریضوں کے لیے۔ خصوصی مریض زیادہ زیرک اور ذہین ہونے کی وجہ سے اس طریقۂ علاج سے پورا فایدہ حاصل نہیں کرسکتے۔ فراڈ واپس چلا آیا اور اختناق الرحم کے علاج میں مشغول ہوگیا لیکن اس نے کوئی خاص قابل ذکر ترقی نہ کی۔ وہ کسی نئے طریقے کی دریافت کی امید میں سرگرداں رہا۔

Scanned with CamScanner

فراڈ اور برائر:

فراڈ کی کوششیں جلد ہی بار آور ہوئیں، اور اسے معلوم ہوا کہ اس کا دیرینہ دوست جوزف برائر بھی اسی کوشش میں مصروف ہے۔ فراڈ کو برائر سے شارکو اور فینسی اسکول والوں سے بھی زیادہ فایدہ پہنچا۔ برائر ویانا کا ایک مشہور طبیب تھا جس نے فراڈ کی طرح عضوی معمل میں کام کرنے کے بعد طبی مشق شروع کردی تھی۔ اس نے فعلیات میں متعدد انکشاف کرکے مشہور و معروف نظریے قایم کیے۔ اب فراڈ اور برائر عصبی امراض کا علاج دریافت کرنے کے لیے متفقہ کام کرنے لگے۔ برائر ان دنوں ایک نئے طریقے کی دریافت میں مصروف تھا۔ اس نے ہی یہ دریافت کیا تھا (جینے کے انکشاف کا بھی یہی نتیجہ تھا) کہ اختناق الرحم کی علامات کئی طریقوں سے مریضہ کی زندگی کے فراموش شدہ حوادث اور واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ جینے کی طرح اس نے بھی یہ معلوم

کیا کہ اگر مریضہ ان فراموش شدہ واقعات کو دہرا دے تو اس کی علامات کافور ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اس نے تنویمی طریقے کو ایسی مریضہ پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم ہوا کہ جب ایسی حالت میں فراموش شدہ واقعات یاد آتے ہیں تو وہ بہت ہی صاف اور واضح ہوتے ہیں۔ یعنے ان کے سمجھنے میں طبیب کو کسی قسم کی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ نیز مریضہ پر ایسے واقعات خاص اقسام کے احساس طاری کر دیتے ہیں۔ یہ انکشاف براؔئر کو اس زمانے میں ہوا جب وہ نئے طریقے کی دریافت میں ہمہ تن مصروف تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ خوش قسمتی سے وہ ان دنوں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج تنویمی طریقے سے کر رہا تھا۔ مریضہ نے معلوم کیا کہ اگر برائر نے اسے حالت تنویم میں صرف جذباتی مصائب کے دُہرانے کے لیے کہا ہوتا تو اس سادہ طریقے سے مریضہ پر زیادہ اثر پڑتا۔ حالت تنویم میں اسے اپنے تمام فراموش شدہ واقعات یاد آگئے۔ ہوش میں آنے پر وہ برائر کو تمام واقعات سنانے میں کامیاب ہوگئی،

اور صرف ان واقعات کے سُنانے سے اس کی علامات مرض بہت کچھ مفقود ہوگئیں۔ براڑ نے یہی طریقہ استعمال کرنا شروع کردیا، اور اس طریقے سے وہی مریضہ صرف چند ہی ایام میں بالکل تندرست ہوکر اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اب فراڈ اور براڑ دونوں نے اس طریقے کو دوسرے مریضوں پر استعمال کرنا شروع کیا، اور کچھ کامیابی بھی انھیں نصیب ہوئی۔ ۱۸۹۳ – ۹۵ء میں انھوں نے اپنے انکشافات کو شایع کیا۔ یہ نیا طریقہ تنویم اور تکلم پر مشتمل تھا۔ یعنے مریض (یا مریضہ) کو حالت تنویم میں جذباتی مصائب دُہرانے کے لیے کہا جاتا۔ جینے بھی ان سے پیچھے نہ تھا۔ وہ ان سے پہلے ہی یہ شایع کرچکا تھا کہ آدمی کی یادداشت کو قوی کرنے، گذشتہ بھولے ہوئے واقعات کو یاد کرنے اور علامات کے مضمرات دریافت کرنے کے لیے تنویمی طریقہ بہترین طریقہ ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا تھا کہ جینے تنویم کے ذریعے ہی مریضوں کا علاج کرتا۔ لیکن فراڈ اور براڑ کا

علاج مریضوں کے تکلم پر منحصر تھا۔ وہ تنویم کو صرف اس لیے قبول کرتے تھے کہ اس حالت میں اگر مریض واقعات کو یاد کرکے صحیح صحیح دہرانے میں کامیاب ہوسکیں۔ انھوں نے اس طریقے کا نام "اسہال دماغی" رکھا۔ انہوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ مریض کے ایسے واقعات جو یاد آتے ہی اس کو شرمندہ کردیں یا اس قسم کا کوئی اور جذبہ پیدا کردیں، جلد فراموش ہوجانے کے زیادہ اہل ہیں۔

اس شان دار ابتدا کے فوراً بعد ہی براُئر کو چند وجوہ سے اس طریقے سے مایوس ہوکر دست بردار ہونا پڑا۔ اب فراڈ اکیلا رہ گیا۔ کچھ عرصے کے بعد براُئر کی مایوسی کی وجوہ اس کی سمجھ میں آگئیں۔ ایک مریضہ اس کے زیر علاج تھی۔ جب اس کا علاج قریب الاختتام تھا تو اس نے براُئر پر یہ واضح کیا کہ اس کو اس کے ساتھ عشق ہوگیا ہے، اور وہ اس سے کسی صورت میں بھی جدا نہیں ہوسکتی۔ اظہار عشق کا براُئر پر بھی اثر نہ ہونا ناممکن تھا۔ وہ عجیب کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔ غور و خوض کے بعد اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ نیا طریقہ

Scanned with CamScanner

طبیب کے لیے سخت خطرناک ہے۔ کیوں کہ اس طریقہ سے طبیب کا برتاؤ مریض کے ساتھ ویسا نہیں رہتا جیسا طبی مشق میں ہونا چاہیے۔ فرائڈ کو بھی بعد میں انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ ان پر جلد ہی غالب آگیا۔ مریضہ کے عشق کی حقیقت دریافت کرنے سے اس نے یہ معلوم کیا کہ یہ اس کی اپنی ہستی نہیں جو مریضہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ بلکہ مریضہ اس (طبیب) کی ذات کو اپنا قدیم عاشق یا معشوق سمجھ کر ایسی حرکات کرنے پر مجبور ہے۔ مریضہ اس کی ہستی کو اپنا اصلی محبوب جان کر اس کی طرف راغب ہوتی ہے۔ یعنے طبیب کو اپنے محبوب کی شبیہ سمجھ کر اظہار عشق کرتی ہے۔ اگر طبیب اس کے اظہار کی چنداں پرواہ نہ کرکے اپنے مخصوص طریقے پر اس کے علاج میں بدستور مشغول رہے تو مریضہ کا یہ انداز اس کے علاج میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور طبیب کے لیے یقیناً کامیابی پیش خیمہ۔ کیوں کہ اس صورت میں مریضہ طبیب کو

اپنا محبوب جان کر تمام راز افشا کر دیتی ہے۔ اس طرح طبیب دقتوں کا سامنا کرنے سے بچ جاتا ہے۔ نیز اس کو راز کے افشا کے لیے غیر معمولی جد و جہد نہیں کرنی پڑتی۔ کیوں کہ مریضہ ایسے راز جو اس کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں کبھی کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ انہیں کو معلوم کرنا فراڈ کے لیے سب سے اہم کام تھا۔ وہ ایک مدت تک ایسے طریقے کی دریافت میں مشغول رہا، جس سے وہ بہ آسانی ہر فرد کی بے شعور گہرائیوں تک پہنچ سکے۔

فشاری طریقہ:

فراڈ کے بہت سے مریض ایسے تھے جن پر تنویمی حالت کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس لیے فراڈ نے تہیہ کر لیا کہ وہ اپنا طریقۂ علاج اس کے بغیر ہی جاری رکھے۔ اس نے برنہیم کو مریضوں کی تنویمی

لہ۔ ایچ۔ لائٹ برنہیم (۱۸۳۹ - ۱۹۱۹) (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹ پر)

حالت کے واقعات کو پوچھتے ہوئے دیکھا تھا مریضوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) لی ایبال کا شاگرد تھا جس کو "اشارات کا باپ" مانا جاتا ہے۔ لی ایبال قدیم نینسی مدرسے کا بانی تھا۔ ایبال کو ئے نے اسی کے تجربات ملاحظہ کرکے بڑا نام پیدا کرلیا۔ نینسی میں اس نے متواتر بیس سال اس کی مشق کی۔ غربا اس کے سادہ طریقۂ علاج سے بہت ہی مستفید ہوئے۔ ایپولائٹ برنہیم نے جو نینسی میں طب کا پروفیسر تھا، اس کے نظریوں کو فلسفیانہ رنگ میں رنگا۔ قدیم نینسی مدرسے کے نظریے زیادہ تر اسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ برنہیم بہ ذات خود تنویم کا بہت بڑا عالم تھا۔ باڈون، جو کوئے کا شاگرد تھا اپنی مشہور کتاب

کے مقدمے میں تحریر کرتا ہے: "میرا بچپن اور میرے عالم جوانی کا بہت سا حصہ نینسی میں گزرا ہے۔ میرے تخیلات برنہیم کے عجیب و غریب تجربات ملاحظہ کرکے درہم برہم ہو جاتے۔ وہ اپنے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰ پر)

صرف یہ یقین دلانے سے کہ وہ ان واقعات سے بخوبی واقف ہیں اور ان کو بلا مشقت دہرا سکتے ہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا۔ مریضوں کو یہ یقین دلانے کے لیے تنویمی حالت کا طاری ہونا کوئی ضروری نہ تھا۔ فرائڈ نے بھی اسی طریقے کا تتبع کیا۔ عصبی مریض، جن پر ایسی کیفیت طاری ہونا ناممکن تھا، اس طریقے سے تمام واقعات بیان کر دیتے۔ اگر مریض اپنے واقعات بیان کرنے میں کہیں رُک جاتے تو فرائڈ انہیں یہ یقین دلا دیتا کہ جب وہ ان کی پیشانی کو اپنے ہاتھ سے قدرے دبائے گا تو تمام واقعات بلاکم وکاست یاد آجائیں گے، اور ان کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) معمول کو حکم دیتا کہ ٹھنڈے ستون کو چھو کر سخت جلن محسوس کرے۔ چنانچہ معمول حقیقت میں جلن محسوس کرتا، اور اس کے ہاتھوں پر جلن کے نشان بھی پائے جاتے۔" برنہیم "تحلیل نفسی" میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا۔

Scanned with CamScanner

حافظہ بالکل تازہ ہو جائے گا۔ یہ طریقہ بھی بہت کچھ مفید ثابت ہوا۔ بعد میں فرآڈ اس کو "فشاری طریقے" کے نام سے موسوم کیا۔ یہ طریقہ تنویمی طریقے سے اس لحاظ سے ملتا ہے کہ دونوں طریقوں میں معمول پر صرف عامل ہی کی باتوں کا ممکن ہے۔ عامل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا عمل ناممکن ہے۔ مریض کو صرف عامل ہی یقین دلا سکتا ہے کہ وہ اپنے واقعات وحوادث کو بہ خوبی بیان کرسکتا ہے۔ یہ یقین کسی دوسرے شخص سے ممکن نہیں۔

مزاحمت و امتناع :

گو یہ طریقہ فرآڈ کے لیے بہت ہی کارآمد ثابت ہوا (کیونکہ اس طریقے میں کوئی غلطی نہ تھی، اور تمام مریض اسی طریقے سے فراموش شدہ واقعات کم وبیش دہرانے میں کامیاب ہو جاتے تھے) لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ فراموش شدہ واقعات آسانی سے یاد آجاتے، فشار سے

ہمیشہ صحیح واقعات یاد نہ آتے۔ صحیح واقعات کی یاد کے لیے بہت سی مشقت کی ضرورت تھی۔ فراڈ نے جلد ہی یہ بھی معلوم کر لیا کہ ایسے واقعات جو یاد نہیں آتے ان کا باعث ایک ایسی طاقت ہے جو ان واقعات کو شعور میں نہیں آنے دیتی۔ ان کو شعور میں لانے کے لیے اس طاقت کے ساتھ بہت سی جد وجہد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ صرف اسی طرح اس طاقت کو مغلوب کرنے کے بعد راستہ صاف کیا جا سکتا ہے۔ فراڈ نے یہ بھی دریافت کیا کہ یہ طاقت جو ان کو شعور میں نہیں آنے دیتی وہی طاقت ہے جو ان واقعات کو فراموش کرنے کا باعث ہے۔ یعنے جو طاقت حافظے کو شعور میں نہیں آنے دیتی بلاشک وشبہ وہی طاقت ہے جس نے ابتدا میں حافظے کو شعور سے باہر پھینکا تھا۔ پہلی حالت میں فراڈ نے اس طاقت کو جو معمول کے چند واقعات یاد کرنے میں حارج ہے "مزاحمت" کا نام دیا، اور دوسری حالت میں اس نے اس طاقت کو

جو فی الحقیقت اس فراموشی کا باعث ہے "امتناع" سے موسوم کیا۔ یہی طاقت جس کے دو مختلف نام ہیں، فراڈ کے "تحلیل نفسی" کی سنگ بنیاد ہے۔

مسایل تحلیل نفسی:

"امتناع" کی حقیقت فراڈ نے چند مریضوں پر تجربہ کرتے ہوئے دریافت کی۔ اس نے ہر دفعہ یہ معلوم کیا کہ وہ چیزیں جو یاد نہیں کی جاتیں بلاشک و شبہ ایسی ہوتی ہیں جن کی یاد سے مریض کو نادم ہونا پڑتا ہے، یا جن سے ناگوار احساس طاری ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ واقعات کے شعور میں نہ آنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ یہ واقعات بالعموم مریضوں کی ایسی خواہشوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مدت ہوئی اس کے اخلاق سے برسر پیکار رہ چکی تھیں۔ یہیں سے اختناق الرحم کی علامات سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو متعدد دماغی حوادث سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ یعنے سب سے پہلے ناپسندیدہ خواہش،

Scanned with CamScanner

پھر دماغی کش مکش، پھر امتناع اور سب سے آخر علامات کی بناوٹ سے۔ اختناق الرحم کی علامات کو ان تمام دماغی حوادث سے یکے بعد دیگرے گذرنا پڑتا ہے۔ یعنے جب ناپسندیدہ خواہشیں دماغی کش مکش میں آکر متنع ہو جاتی ہیں تو اختناق الرحم (یا عصبی بیماریوں) کی مخصوص علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلے کی ہر ایک کڑی سے ایک نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ کن اقسام کی خواہشیں (یا خیالات) عصبی امراض کے مریضوں کو اتنی ناپسند ہوتی ہیں کہ مریض ان کو رد کر دیتے ہیں اور وہ ممتنع ہو جاتی ہیں۔

۲۔ ایسی خواہشوں کے مقابل جو طاقتیں کام کرتی ہیں ان کی حقیقت اور اصلیت کے متعلق ہم کیا جانتے ہیں؟

۳۔ اُن ناپسندیدہ خواہشوں اور خیالوں پر کیا گذرتی ہے جب کہ وہ ممتنع ہو جاتے

ہیں۔ اور

۴۔ علامتوں اور ممتنع خواہشوں کا آپس میں
کیا تعلق ہے؟

۱۔ ڈاکٹر فراڈ نے جب علیحدہ مشق شروع کی تو اس نے فشاری طریقہ بھی ترک کر دیا،[1] اور مریض کی خاص خاص علامات کا طریقہ بھی۔ فراڈ نے جتنے مریض دیکھے، ان سب کی علامات نہایت ہی پیچیدہ تھیں، اور ان کو سمجھنا بہت ہی مشکل تھا۔ اب فراڈ اپنے مریض کو آرام سے اس طرح بٹھا دیتا، جس طرح وہ حالت تنویم میں بیٹھتا۔ اس کے بعد مریض کو اپنی بالکل سچی داستان سنانے کے لیے کہتا، اور اسے اس امر کی تاکید کر دیتا کہ وہ کوئی بات خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز نہ چھپائے۔ مریض کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی واقعہ کو معمولی یا باعث ندامت خیال کر کے طبیب سے چھپائے۔ اس طریقے کا نام

۱۔ Mitchell: Problems in Psychopathology.

فراڈ نے "اُتلاف اختیاری" (Free Association) رکھا۔ مریض کے لیے یہ بہت مشکل کام تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ایسی ایسی باتیں آئیں جن کے بتانے کی وہ پروا نہ کرتا، یا کسی خاص وجہ سے ان کو فراڈ سے پوشیدہ رکھنا ہی مناسب خیال کرتا۔ فراڈ کو بار بار اس کا وعدہ یاد دلانا پڑتا، لیکن جب تجربہ شروع ہو جاتا، تو مخصوص واقعات نہ بتانے کی شرم جاتی رہتی، اور وہ تمام واقعات اس سے کہتا جاتا۔ مریض کو معلوم ہو جاتا کہ اس کی صحت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ فراڈ سے کوئی واقعہ نہ چھپائے۔ اس مشکل پر تو فراڈ غالب آگیا، لیکن ابھی اور مصیبت باقی تھی۔ یعنے ممتنع واقعات اور خواہشوں کو شعور میں کس طرح واپس لایا جائے۔ وہ طاقت جو امتناع میں کام کر رہی تھی اس وقت بھی موجود تھی، اور خیالات کو عرفان میں آنے سے باز رکھتی تھی۔ کیونکہ مریض کی خواہش کے باوجود وہ طاقت اپنے کام میں ہمہ تن مصروف تھی۔ بہت سے

Scanned with CamScanner

خیالات جو مریض کے ذہن میں آتے بہ ظاہر مرض کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہوتا اور اکثر واقعات تو بالکل ہی مہمل معلوم ہوتے۔ لیکن فرائڈ کو یقین تھا کہ یہ فضول اور مہمل واقعات بھی مریض کے ممتنع واقعات اور خواہشوں سے وابستہ ہیں، اور اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہیں۔ فرائڈ کا یہ یقین درست تھا، کیونکہ جب ان مہمل خیالات پر اور زیادہ روشنی ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق فی الحقیقت مریض کے نہایت ضروری واقعات سے ہے۔

فرائڈ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ ایسے طریقے کا خواہش مند تھا جس سے مریض کے از یاد رفتہ واقعات کا بلا واسطہ مطالعہ کیا جا سکے۔ اس پر جلد ہی واضح ہو گیا کہ مریض کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں۔ مریض گذشتہ رات، یا اپنی بیماری سے پہلے کا کوئی خواب سناتا، اور فرائڈ کی مدد سے خواب کے

Scanned with CamScanner

ہر ایک فقرے کے متعلق اپنے خیالات "ائتلاف اختیاری" کے طریقے پر قایم کرتا۔ مرض کی علامات کے مضمر معانی معلوم کرنے کے لیے مریض کے خواب بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے۔ "تحلیل نفسی" میں فراڈ کا دریافت شدہ تعبیر خواب کا طریقہ بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ اس نے خوابوں کے تمام مشہور و معروف نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب "تعبیر خواب" Interpretation of dreams میں درج کیے۔ یہ کتاب اپنی طرز میں بے نظیر کتاب ہے، اور بلا مبالغہ اس موضوع پر بہترین۔ اس میں فراڈ نے زیادہ تر اپنے خوابوں کی ہی تحلیل کی ہے۔ "خوابوں کے وجوہ" "خواب ممتنع خواہش کی تکمیل گاہ کی حیثیت سے" "خوابوں کا منبع اور مواد" اور "نفسیات احلام" وغیرہ مضامین پر فراڈ نے نہایت ہی خوبی اور وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے پیرووں نے اس کتاب کو علمی اور عملی لحاظ سے بے نظیر پاکر اپنے انکشافات کے لیے راہبر بنایا۔ اس کے بعد اس نے ۱۹۰۱ء میں اپنی دوسری مشہور کتاب "حیات یومیہ کی مرضیات نفسی"

Scanned with CamScanner

(Psychopathology of Everyday Life) میں روزمرہ کی معمولی غلطیوں کی، جن کو اکثر ہم نظر انداز کر جاتے ہیں، تشریح کی ہے اور واضح کیا ہے کہ ان کا بھی مرض کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد فرائڈ اور دوسرے ماہروں نے متواتر کوششوں سے معلوم کیا کہ خواب میں چند عناصر ایسے بھی ہوتے ہیں جو جنسی زندگی یا جنسی چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد، درخت، چھڑی، نوکدار اور تیز آلات، بندوق، پستول، پنسل اور قلم وغیرہ مرد کے اعضاء مخصوص کو ظاہر کرتے ہیں۔ جاندار اشیا میں سے جونک، سانپ، مچھلیاں اور چھوٹے بچے عضو تناسل کو ظاہر کرتے ہیں۔ عورت کے اعضاء مخصوص خواب میں اکثر غار، جیب، کمرہ، میز، کتاب، منہ، گرجا، چشمہ اور جنگل وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سیب، ناشپاتی، سنگترہ، تربوز اور ککڑی وغیرہ عورت کی چھاتی کے نشان ہیں۔ ہوا میں اڑتا ہوا ہوائی جہاز میں بیٹھنا مباشرت کی علامات ہیں۔

Scanned with CamScanner

درخت کی شاخ کو کھینچنا یا دانت باہر نکالنا یہ جلق کی عادت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پانی سے نکلنا یا غوطہ زنی کرنا پیدائش کی علامات ہیں[1]۔ ان علامات کے مقرر کرنے کے بعد تحلیل نفسی کی مشق کرنے والوں کو بہت کچھ سہولت ہوگئی۔ کیونکہ جب مریض اپنا خواب سناتا اور اس کے خواب میں مندرجہ بالا اشیا میں سے کوئی شے موجود ہوتی، تو انھیں معانی اخذ کرنے میں کوئی دقت نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن اصل مصیبت پھر بھی

---

[1] بعض طبیب مثلاً ڈاکٹر ریورز، ان صنفی علامات سے متفق نہیں۔ ڈاکٹر ریورز نے اپنی کتاب "نزاع اور خواب" (Conflict and Dream) میں اس موضوع پر کافی بحث کرکے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ایسی علامات صنفی نہیں ہوسکتیں۔ لیکن میرے خیال میں فرائڈ اور اس کے پیرووں کی دلائل زیادہ مدلل ہیں، اور ایسی چیزیں فی الواقع صنفی اعضا کو ظاہر کرتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

باقی تھی۔ مریض کو اس کے مرض کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے علاوہ مرض کی وجوہ سے مطلع کرنا زیادہ ضروری تھا، اور اس کام کے لیے پھر "ائتلاف اختیاری" کی ضرورت تھی۔

جب مریض کو آپ بیتی سنانے کے لیے کہا جاتا، تو معلوم ہوتا کہ اس کی آپ بیتی میں بہت سے دقیقے رہ گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے دقیقے تو ان یادداشتوں پر منحصر ہوتے، جو صرف اسی وقت ہی فراموش ہو جاتے، ورنہ وہ دیگر اوقات میں بآسانی یاد کرنے کے قابل ہوتے۔ بہت سے واقعات ایسے ہوتے جو مریض کے ذہن میں اس وقت آتے تو تھے، لیکن وہ کسی ندامت کے سبب سے طبیب سے نہ کہتا۔ کیونکہ وہ واقعات مریض کو شرمندہ کرنے یا اس کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ایسے واقعات جو ارادتاً روکے جاتے یا جو ممتنع ہو جاتے صرف وہی ہوتے جن سے مریض کو نادم ہونا پڑتا۔ فراڈ نے

118560

Scanned with CamScanner

پے در پے تجربات سے یہ نتیجہ نکالا کہ شرم اور ندامت بھی امتناع کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ فراموش شدہ واقعات کو یہ بھی شعور میں آنے سے روکتی ہے۔ ایسی ممتنع خواہشات جو عصبی مریضوں کے ذہن میں ہوتی ہیں، ان کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ فرآڈ کو نہ صرف شارکو کا فقرہ ہی یاد آیا کہ تمام عصبی مرضوں میں صنفی رکاوٹیں موجود ہوتی ہیں بلکہ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ ممتنع صنفی خواہشیں، جو مجلس کے آداب یا اور ضروریات کی وجہ سے دبا دی گئی تھیں، عوام الناس میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ یعنے یہ خواہشیں ان پر بھی غالب ہوتی ہیں۔ اس بات پر فرآڈ کے ساتھ اس کے دوسرے رفیق متفق نہیں۔ کیونکہ فرآڈ نے صنفی زندگی پر بہت ہی زور دیا ہے۔

فرآڈ نے مریض کے تجربات اور خیالات پر مزید روشنی ڈالنے سے معلوم کیا کہ مریض کے وہ واقعات جو شعور میں نہیں آتے یا کسی تکلیف یا ندامت کے سبب سے نہیں لائے جاتے اس کی ذاتی زندگی سے

تعلق رکھتے ہیں یا اس کی عشقیہ زندگی سے۔ خصوصاً وہ زندگی جس میں صنفی پہلو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں اس کے حال کے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن اگر اس تجربے کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں آغاز سن بلوغ کی ہیں بلوغ اگرچہ جسمانی اور ذہنی تکمیل کا وقت گنا جاتا ہے لیکن بالعموم انسان کی صنفی خواہشیں اس زمانے سے پہلے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بالغ آدمیوں کے صنفی میلانات یا تجربات ان کے بچپن کے تقاضات سے وابستہ ہوتے ہیں، اگرچہ ان کو صنفی نہیں کہا جاتا۔ لیکن بچوں کی ایسی خواہشیں بھی اسی طرح کی ہیں، جس طرح بالغ آدمیوں کی۔ یعنے سوسائٹی میں دونوں کی خواہشوں کو صنفی ہونے کی وجہ سے ناپسند کیا جاتا ہے۔

بالغ آدمیوں کی طرح بچوں کی زندگی بھی صنفی ہوتی ہے، جس کا آغاز بچوں کی پیدائش ہے۔ اگرچہ

یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے لیکن طفلانہ قصد اپنے اطوار سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جسم کے حساس حصوں کی بہ دولت ان کے احساس کی وجہ سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مختلف درجے ہیں۔ پہلے درجے میں دودھ پیتے بچے اپنی مختلف حرکات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ عموماً یہ حرکات ان کی ماں کی چھاتی سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کی ماں اپنی چھاتی اس کے منھ کے قریب لے جاتی ہے تو بچہ چپ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس طریقے سے بچے کی صنفی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شروع شروع میں بچے کی صنفی خواہش اس کی خوراک کی خواہش کے ساتھ ملحق ہوتی ہے، لیکن بچے کی ماں یا دایہ اس سے بہ خوبی واقف ہے کہ بچہ بار بار چلیبے کو منھ میں رکھ کر چوستا ہے۔ ایسا فعل دہرانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اکثر اوقات بچہ محض لذت کے لیے ہی چلیبے کو منھ میں رکھتا ہے۔

بچوں میں اس صنفی خواہش کا انکشاف سب سے پہلے ڈاکٹر لینڈنر نے کیا۔ اس نے صنفی پہلو کو اس بات سے بھی واضح کیا ہے کہ بچے کی ماں کو دودھ چھڑانے میں اکثر دقت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ یہ لذت جو بچے نے سب سے پہلے اپنی خوراک حاصل کرتے ہوئے حاصل کی تھی جلد ہی علیحدہ حیثیت رکھنے لگ جاتی ہے۔ جب بچہ اس سے ذرا بڑا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتی کی بجائے اپنے ہاتھ کا انگوٹھا یا ربڑ کی بھٹنی چوس چوس کر اپنی خواہش پوری کرتا ہے۔ چوسنے میں اس کا مقصد محض صنفی خواہش ہوتا ہے۔ اس فعل سے بچے کو اکثر ناخن چبانے یا ایسی ہی کوئی اور حرکت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس درجے میں جو تقریباً تین سال تک رہتا ہے یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ بچے کی تمام صنفی خواہشیں منہ کے ذریعے سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ بالغ آدمی پر یہی خواہش جو زندگی میں سب سے پہلے ظاہر ہوئی تھی، بوسے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ حقیقت میں بوسہ

دینے اور چوسنے میں کوئی اتنا فرق نہیں - دونوں صورتوں میں صنفی خواہش منہ سے ہی پوری ہوتی ہے۔ تین سال کے بعد بچے میں شہوت کے آثار بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ وہ انگوٹھے کی بجائے اپنے عضو مخصوص سے لذت حاصل کرتا ہے۔ اکثر دفعہ بعد میں جاکر یہ لذت مشت زنی (جلق) یا ایسی ہی کسی اور عادت پر منتج ہوتی ہے۔ یہ صنفی زندگی کا دوسرا درجہ ہے لڑکیاں اس درجے میں اپنے مخصوص اعضا کی رگڑ سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں کھیلتے وقت ایک دوسرے کے مخصوص اعضا دیکھنے یا اور مختلف حرکات سے سرور حاصل کرتے ہیں اور اکثر ایک دوسرے کے اعضا کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ بچے کی خواہش عموماً پیشاب کرتے ہوئے یا کسی دوسرے کو ایسا فعل کرتے ہوئے دیکھنے سے شہوت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور یہی خواہش بعد میں جاکر اغلام کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ تیسرا درجہ ذرا زیادہ پیچیدہ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں

ان کا جذبہ اپنی انتہائی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔
کوئی اپنی صنفی خواہش جلق کی عادت سے پوری کرلیتا
ہے اور کوئی اغلام کے ذریعے سے۔ اس درجے میں
بعد میں جاکر کسی دوسری مخالف جنس کی تلاش کرنی
پڑتی ہے۔ محبت وغیرہ کے ابتدائی منازل طے
کرنے کے بعد دونوں شروع میں پوشیدہ
طور پر آپس میں ملتے ہیں (بعض اوقات تنہائی کی
ملاقاتیں زنا کی صورت بھی اختیار کرلیتی ہیں) اور
اکثر بلوغ کے وقت یہ تعلقات ازدواجی بھی ہوجاتے
ہیں، یا شادی اور جگہ ہو جانے کے بعد ایسے تعلقات
میں بہت کچھ فرق آجاتا ہے اور اکثر قبیح عادتیں بھی
چھوٹ جاتی ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک ہندوستان میں تو
آوارگی کا بہترین علاج شادی ہے۔ یہ ازدواجی
تعلقات فی الحقیقت صنفی زندگی کے چوتھے درجے
سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ زیادہ پیچیدہ اور
اہم ہوتا ہے، (کیونکہ انسان زیادہ سنجیدہ ہوکر اپنی
ذمہ داری کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے) نتیجہ یہ کہ

بچوں کی تمام حرکات و سکنات میں، خواہ وہ کسی عمر میں سرزد ہوں صنفی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نفسیات کی رو سے یہ صنفی جبلت پیدائشی ہوتی ہے اور پیدائش کے فوراً بعد ہی بچے اس کو استعمال کرنے لگ جاتے ہیں[لہ]

۲۔ فرائڈ کے لیے تحلیل نفسی میں سب سے اہم چیز امتناع اور طفلی صنفیت ہے۔ اگر ہم ان دو مختلف نظریوں کو ملا دیں تو ہمیں ڈاکٹر فرائڈ کی نفسیات سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

لہ۔ مسٹر سوسن اسحاق نے حال ہی میں "بچوں میں معاشری نشو و نما" (Social Developments in Young Children) کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اس نے ایسے تعلقات اور بچوں کی تناسلی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد بھی اس موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔

یعنے "ممتنع طفلی صنفیت (Repressed Infantile sexuality)

یہ تین لفظ ایسے ہیں جو تحلیل نفسی میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فراڈ کے تحلیل نفسی کی بنیاد ہی انھیں الفاظ پر ہے۔ ہم یہ پیچھے دیکھ چکے ہیں کہ مریض کے ایسے واقعات جو شعور میں نہیں آسکتے یا بڑی دقت سے لائے جاتے ہیں اس کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور صنفی ہونے کے سبب سے ہی ممتنع ہو جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے ایسے واقعات حال کی زندگی سے ہی تعلق رکھیں۔ بلکہ ایسے واقعات زیادہ تر سن بلوغ سے بھی پہلے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ہی اس کی صنفی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم عصبی مریضوں کے فراموش شدہ واقعات کا علم حاصل کرنا چاہیں تو ہماری تحلیل کا دارومدار "ممتنع طفلی صنفیت" پر ہوگا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صنفیت کی مخالف طاقت کیا ہوسکتی ہے؟

یعنی اس طاقت کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے جس سے ان فراموش شدہ واقعات (طفلی صنفیت) کا مقابلہ ہوا اور جس کی وجہ سے ایسے واقعات ممتنع ہوئے؟ فراڈ نے شروع شروع میں گو مزاحمت، امتناع اور مقابلہ وغیرہ پر کافی روشنی ڈالی لیکن اس نے ان کی ضد کے متعلق کچھ اتنی توجہ نہ کی. کبھی کبھی وہ ذہن کی اس طاقتور ہستی کو "انا" (Ego) یا "انائی قصد" سے موسوم کرتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیتا کہ وہ ان کی حقیقت کے متعلق بہت ہی کم جانتا ہے۔ ان کے متعلق اتنا ہی علم کافی خیال کیا گیا کہ انائی قصد سے صنفی قصد کا مقابلہ ہوتا ہے. مدت تک اس کے متعلق کچھ تحقیقات نہ ہو سکی اور نہ ہی اس تحقیقات کو ضروری خیال کیا گیا، صرف چند ہی سال ہوئے ہیں کہ ماہرین تحلیل نفسی نے اپنی توجہ انائی قصد کی تحلیل کی طرف مبذول کی ہے.

فراڈ نے "انا" پر مزید روشنی ڈالی تو معلوم ہوا کہ "انا" اور صنفی قصد یا شہوت (Libido) میں

Scanned with CamScanner

کوئی اتنا فرق نہیں۔ ایسے انسان موجود ہیں جو اپنے آپ پر عاشق ہیں۔ یعنے ان کا محبوب ان کا "انا" ہے۔ اس قسم کی صنفی زندگی کا نام قصص الاوثان کے ایک بطل "نرگس" (Narcissus) پر جو ندی میں اپنا عکس دیکھ کر اس پر عاشق ہوگیا تھا "نرگسیت" (Narcissism) رکھا گیا۔ یہ نرگسیت چھوٹے بچوں میں بھی موجود ہوتی ہے جس کا ظہور اس زمانے میں ہوتا ہے، جب وہ دوسرے آدمیوں میں سے اپنا محبوب چننے کے ناقابل ہوتے ہیں۔ یعنے جب چھوٹے بچے کسی اور کو محبوب نہیں بنا سکتے تو یہ جذبہ اپنے آپ پر ہی منتقل کر لیتے ہیں۔ اگر "انا" اس طریقے سے محبت کا مرکز ہوسکتا ہے تو یہ کسی نہ کسی صورت میں شہوت کے دائرے سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ جبلت جو شخصی حفاظت کے نام سے موسوم کی جاتی ہے اور جو پہلے شہوت کی ضد خیال کی گئی تھی اسی کی شریک کار معلوم ہوتی ہے۔ "انا" کا اور قصد بھی ہوسکتا ہے لیکن اس کو شہوت کی ضد

نہیں خیال کیا جاسکتا۔ صنفی جبلت میں جب جبلت حفاظت ذات شامل کی گئی، تو اس کا نام فرائڈ نے "ایراس (Eros) یا جبلت حیات" رکھا۔ اس جبلت کے خلاف جو طاقت خاموشی سے کام کررہی ہے وہ "جبلت موت" ہے، اور موت اس جبلت کا نصب العین ہے۔

ذہن میں ان دو مخالف طاقتوں کے مقابلے سے امتناع واقع ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ "انا" کے ایک خاص حصے کے ذمے ہے جو "اعلیٰ انا" (Super-Ego) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ درحقیقت امتناع کا باعث "انا" کا یہی حکمران حصہ ہے لیکن عملی کام کے لیے تحلیل نفسی میں ان مخالف امتناع والی طاقتوں کو محض "انا" کا نام ہی دیا جاتا ہے، اور اس کو ان تمام طاقتوں پر مشتمل خیال کیا جاتا ہے جو صنفی جبلت کا مقابلہ کریں۔ یعنے خواہشیں ممتنع اس وقت ہوتی ہیں جب انائی قصد یا انائی خواہشوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہو لیکن انائی خواہشوں میں

جبلت حفاظت ذات شامل نہ ہو۔ تہذیب اور تعلیم کا اثر وغیرہ بھی صنفی جبلت کی ضد والی طاقتوں میں شامل کیا جاتا ہے یا دوسرے الفاظ میں ان کو بھی انائی خواہش ہی خیال کیا جاتا ہے۔[1]

۳۔ عصبی مریضوں کو واقعات کیوں فراموش ہو جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے ہم اب قابل ہو گئے ہیں۔ چند اقسام کی صنفی خواہشات اور ان کے شریک کار خیالات کا "انائی خواہشات" کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے تو اس مقابلے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسی خواہشات اور خیالات جن کو "انا" (اعلیٰ انا) ناپسند کرتا ہے، ممتنع ہو جاتی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امتناع کا یہ فعل کس چیز پر منحصر ہوتا ہے؟ اور ممتنع خیالات پر کیا گذرتی ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو جاتے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو

---

[1] Freud: Ego and the Id.

یہ مریض کو نہ تو کچھ تکلیف ہی دیتے اور نہ ہی مخصوص علامات پیدا کر سکتے۔ عصبی مرضوں کے متعلق ہم جو کچھ جانتے ہیں، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ممتنع خیالات کا تعلق ایسے مرضوں کے اسباب کے ساتھ نہایت ہی گہرا ہے۔ علاوہ ازیں فراموش شدہ واقعات کا اکثر اوقات دوبارہ ذہن میں آجانے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو گئے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچپن کے فراموش شدہ واقعات ایک مدت کے بعد اچانک یاد آجاتے ہیں۔ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ایسے واقعات اب تک کہاں رہے ہیں؟ کیا یہ ذہن سے باہر رہے ہیں؟ اور کیا یہ ذہن میں تھے، لیکن شعور میں آنے کے ناقابل تھے کیونکہ ان میں وہ صفت جو انھیں شعور میں واپس لاتی ہے مفقود تھی؟

ایسے سوالات ہر اس خیال کے متعلق جو فراموش ہو چکا ہو خواہ وہ ممتنع نہ بھی ہو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اکثر کا یقین یہ ہے کہ ہر ذہنی حادثہ

اپنے نشانات پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اور جب اسے مناسب داعی ملتا ہے تو یہ ذہنی حادثہ پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ ایسے نشانات طبیعی یا ذہنی ہوتے ہیں۔ فرائڈ نے "تمہیدی لکچروں" میں اس سقم کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔ ہر ایک واحد قضیہ سب سے پہلے شعور طبیعی طریقوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پہلے طریقے سے وہ چند خاص شرائط کے پورا ہو جانے کے بعد شعور میں داخل ہو سکتا ہے۔

وہ تجربہ جو شعور سے نکل چکا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ذہنی نشان کی صورت میں ابھی ذہن میں موجود ہے کیوں کہ وہ تجربہ اس وقت شعور میں موجود نہ ہونے کے باعث بھی ذہن میں موجود ہے لیکن چونکہ وہ شعور میں نہیں ہے اس لیے وہ خاص شرائط پوری نہ ہو جانے تک بے شعوری میں موجود رہتا ہے۔ ہم روزمرہ کے واقعات سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہمارے ایسے تجربات اور حوادث

جو فراموش ہو چکے ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایسے حوادث
جن کو ہم بالکل معمولی کوشش سے شعور میں واپس لا سکتے
ہیں، اور دوسرے ایسے حوادث جن کو شعور میں واپس
لانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ یعنے جو ماہر تحلیل نفس کی
مدد کے بغیر شعور میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس قسم میں
اختناق الرحم کی مریضہ کے فراموش شدہ یا ممتنع
واقعات شامل ہیں جن کو واپس لانا ماہرین تحلیل نفس
کے لیے اہم کام ہے۔ ان دو قسم کے حوادث میں
فرق کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے فراموش شدہ واقعات
اور حوادث جو بہت جلد یاد کیئے جا سکتے ہیں فراڈ
ان کو "قبل شعوری (Pre-conscious) کے نام سے
موسوم کرتا ہے۔ ان واقعات کو جو شعور میں واپس
آنے کے ناقابل ہیں، یا بڑی مشکل سے واپس لائے
جاتے ہیں، "بے شعوری" (Un-conscious) کے نام سے
تعبیر کرتا ہے۔ اس قسم میں وہ تمام حوادث داخل
ہیں جو شعور میں صرف خاص خاص طریقوں سے ہی
لائے جاتے ہیں۔ مثلاً تنویمی اور تحلیل نفس کے

طریقوں سے اس قسم کو ہم اس تمثیل سے بہت اچھی طرح واضح کر سکتے ہیں:

ایک ایسا کمرہ فرض کریجئے جس میں مختلف ذہنی واقعات اور حوادث تلاطم برپا کرتے ہیں۔ اس کمرے کے دروازے پر دربان ان تمام واقعات کا امتحان کرتا ہے۔ بعض واقعات کو دوسرے کمرے میں جو شعور کی رہائش ہے داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے، لیکن بعض واقعات کو وہ اجازت نہیں دیتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ واقعات شعور میں آنے کے ناقابل ہیں۔ یہ واقعات ممتنع واقعات کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور ان کو بے شعوری میں بھیج دیا جاتا ہے، جہاں ان کی ہستی شعور کے لیے تقریباً معدوم ہی ہوتی ہے۔ لیکن ایسے واقعات جن کو دربان سے داخل ہونے کی اجازت مل گئی تھی، ایک اور کمرے میں انتظار کرتے رہتے ہیں اور باری باری سے "شعور" میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ واقعات "قبل شعوری" کے نام سے یاد کئے

جاتے ہیں۔[1]

ڈاکٹر سی۔ ڈی۔ براڈ نے حال ہی میں اپنی کتاب "ذہن اور نظام کائنات میں اس کا مقام" میں ایسی تفریق کی ہے۔ وہ قبل شعوری کو "سہل المقابلہ" (accessible) کا نام دیتا ہے اور بے شعوری یادداشتوں کو "غیر سہل المقابلہ" (Inaccessible) کا۔ ایسے واقعات جو بغیر دقت سے معمولی طریقوں سے ہی یاد کئے جاسکیں؛ پہلی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہی واقعات ممتنع ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب شعور میں واپس آنے کے ناقابل ہوں اور صرف خاص خاص طریقوں سے ہی شعور میں داخل کئے جاسکیں تو یہ دوسری قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اختناق الرحم اور عصبی مریضوں کی یادداشت دوسرے گروہ سے

---

[1] Introductory Lectures on Psycho Analysis.

تعلق رکھتی ہے، کیوں کہ تحلیل نفس کے ماہرین کے لیے سب سے بڑی دقت انھیں ممتنع واقعات کو شعور میں لانا ہے۔

جب امتناع واقع ہوتا ہے تو چند واقعات جو کسی زمانے میں فی الحقیقت خوشگوار تھے المناک یا ناگوار بن جاتے ہیں۔ ایسے المناک واقعات کو شعور سے باہر دھکیل دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کی یادداشت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے' اور مریض کو ان کی یاد سے نادم ہونا پڑتا ہے۔ میں ایک عصبی مریض کو جانتا ہوں جو نوجوانی کے عالم میں اپنی بھاوج کو دل دے چکا تھا۔ اس زمانے میں اس کے لیے یہ واقعہ نہایت ہی خوشگوار تھا لیکن عرصہ بعد چند وجوہ سے وہ اُن ناجائز تعلقات سے باز آگیا اور اس نے اس صنفی خواہش کو ممتنع کردیا۔ اس واقعے کے تقریباً بیس سال بعد جب ممتنع خواہش شعور میں واپس لائی گئی تو اس نے نہایت ہی ندامت سے واقعہ دھرایا۔ یہاں تک کہ ندامت کے آثار اس کے

چہرے پر بھی نمایاں تھے۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ بعض ممتنع خواہشیں کس طرح تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔

۴۔ اگرچہ یہ قانون ہے کہ ایسی خواہشیں، جو ممتنع ہوگئی ہوں، بے شعور رہتی ہیں لیکن بعض اوقات عصبی مریض کی خواہشیں امتناع کے بعد بے شعوری میں اتنی طاقت حاصل کر لیتی ہیں کہ وہ ہر لحظہ شعور میں آنے کی کوشش میں سرگرم رہتی ہیں۔ کیوں کہ ایسی خواہشیں امتناع سے پہلے ذہن میں اتنی تقویت حاصل کر چکی تھیں کہ امتناع کا مکمل طور پر کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ ضرورتاً ایسی خواہشیں ممتنع تو ہوگئیں، لیکن بے شعوری میں ان کی طاقت پھر بھی باقی تھی۔ اور وہ محض موقع کی منتظر تھیں، اس قسم کی طاقتور خواہشیں امتناع کے بعد بھی شعور میں واپس آنے کی اتنی خواہش مند ہوتی ہیں کہ امتناع کی طاقتیں ایسی خواہشوں پر جو ممتنع ہو چکی ہوتی ہیں پورا پورا تسلط نہیں رکھ سکتیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرکار شعور میں انھیں داخل ہونے کی اجازت

مل جاتی ہے اور اس طرح سے وہ سرور حاصل کرلیتی ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ انھوں نے ایسی صورت اختیار کرلی ہو اور ان خواہشوں کی اصلیت بالکل ہی معدوم ہوگئی ہو اور ان کی حقیقت اور اس سرور کی اصلیت بالکل ہی پہچانی نہ جائے اور نہ ہی ان کی اصلیت کا کسی کو مغالطہ ہو۔ فراڈ کے نزدیک اختناق الرحم کی مریضہ کی تمام علامات اس کی اسی طرح کی دیرینہ خواہشیں ہوتی ہیں جو شعور میں داخل ہوتے وقت کوئی اور صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ یعنے علامات کی صورت۔ فراڈ کے ہم عصر ماہر فن نفسیات کے نزدیک یہ درست نہیں کیوں کہ فطرتاً کوئی مریضہ اختناق الرحم کی مخصوص علامات کی خواہش نہیں کرسکتی۔ فوری جذبے کے ماتحت اس کے نفس کا جسم پر اختیار نہیں رہتا۔ اس غیر فطری اصول کا نتیجہ ان مخصوص علامات میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن فراڈ نے تجزیے سے یہ بات بہ خوبی واضح کی ہے کہ اختناق الرحم کی تمام علامات ممتنع خواہشات ہیں، لیکن ان

خواہشوں کو حال میں تلاش کرنا فضول ہے۔ عصبی
مریضوں کی ایسی خواہشیں اکثر ان کے بچپن کے
واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ تجربے سے اس کی
صداقت کا یقین آجائے گا کہ علامات فی الواقع
طاقتور خواہشوں کے مخفی سرور ہیں: یعنے وہ سرور
جو ان ممتنع خواہشوں سے زمانہ ماضی میں حاصل ہوا
تھا اور جو باوجود امتناع کے شعور میں داخل ہوگئی
تھیں۔ مندرجۂ ذیل واقعے سے یہ نظریہ اچھی طرح
واضح ہو جائے گا:-

"گذشتہ ماہ مجھے اختناق الرحم کی
ایک نوجوان مریضہ کو، جس کو میں بچپن
سے جانتا تھا، دیکھنے کا اتفاق ہوا۔
والدین نے اس کی شادی بچپن ہی میں
خ سے کر دی تھی، لیکن یہ خاتون ایک
اور شخص ت کو دل سے چاہتی تھی، اور
اپنے خاوند کے پاس جانے کو رضامند
نہ تھی۔ تنویمی طریقے سے اس کی ممتنع

Scanned with CamScanner

دیرینہ خواہش پر روشنی ڈالی گئی۔ نوجوان مریضہ نے میرے سامنے بڑی دقت سے اس بات کا اعتراف کیا کہ جس زمانے میں اسے ق ن سے محبت تھی ایک دفعہ خ بیمار ہوا تو اس کے دل میں اس کی موت کا خیال بجلی کی سرعت سے جاگزیں ہوا (کیوں کہ خ کی بیماری کے باعث اسے وہاں پہنچا دیا گیا تھا اور ایک مدت تک یہ ق ن کی ملاقات سے محروم رہی)۔ یہ خواہش اگرچہ بڑی طاقتور تھی لیکن پھر بھی وہ اس خیال سے کانپ اُٹھی۔ خ کی صحت یابی پر جب وہ گاؤں میں واپس آئی تو اسے ق ن کی بے وفائی کا علم ہوا جس نے اس عرصے میں کہیں شادی کرلی تھی۔ اس نے انتہائی مایوسی سے اس خواہش اور ق ن کو بالکل فراموش کر دینے کا تہیہ کرلیا۔ ایک

Scanned with CamScanner

مدت کے بعد خ کی لگاتار کوششیں اس کا دل حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اب دیکھئے، اس نے اس صنفی خواہش یعنے خ کی موت کو ممتنع تو کر دیا اور ق کی بے وفائی اور خاوند کی محبت کے باعث ضرورتاً امتناع ایک حد تک کامیاب بھی ہوگیا لیکن ممتنع صنفی خواہش جو ق کے ساتھ وابستہ تھی، بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کرچکی تھی۔ ق کی محبت جس کو بالکل فراموش کرنا قریب قریب محال تھا، اس خواہش کو شعور میں دھکیلنے کی سعی بلیغ کرتی رہی لیکن مخالف طاقتوں کی وجہ سے شعور میں اس کا داخلہ ناممکن تھا۔ اس لیے اس طاقتور ممتنع خواہش نے سرور حاصل کرنے کے لیے اختناق الرحم کی علامات کی صورت اختیار کرلی۔ فراڈ کے نظریے کے مطابق یہ

علامات فی الواقع وہی ممتنع خواہش ہے،
جس نے ایک وقت شعور میں لذت حاصل
کی تھی لیکن جلد ہی شعور سے باہر نکال
دی گئی تھی۔"

عصبی مریضوں کی علامات کے متعلق سب سے پہلے برائر نے انکشاف کیا تھا کہ یہ کچھ معنے رکھتی ہیں لیکن ان کے معانی خواب کے معنوں کی طرح آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ بعینہ خواب کی طرح یہاں بھی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ دماغی تضیات جن کی وجہ سے ایسی علامات ظہور میں آتی ہیں، یا تو بالکل وہی تضیات ہوتے ہیں، جو خواب کا اصلی باعث ہیں یا یہ بہت کچھ ان کے مشابہ ہوتے ہیں۔

"ائتلاف اختیاری" کے ذریعے سے کسی خواب کی تعبیر کرنے سے معلوم ہوگا کہ خواب کا ایک واحد عنصر بہت سے بے شعور خیالات کو پیدا کر سکتا ہے۔ خواب کی بناوٹ کے وقت ایسے تمام بے شعور

خیالات یکجا ہو کر اس واحد عنصر میں سما جاتے ہیں اور تحلیل کے وقت ایسے تمام خیالات اس عنصر سے جدا ہو کر شعور میں بلا تکلف آ جاتے ہیں۔ مثلاً وہی اختناق الرحم کی مریضہ، جس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے، اپنے تئیں گاؤں کے باہر بے کسی کی حالت میں کھڑی دیکھتی ہے اور مجھے مدد کے لیے پکارتی ہے۔ اس خواب کی تحلیل کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا واحد عنصر یعنی "بے کسی کی حالت میں مجھے پکارنا" بے شمار فراموش شدہ خیالات پر مبنی تھا جن میں سے اکثر خیالات بچپن کے واقعات سے وابستہ تھے۔ اسی طرح ایک بے شعور خواہش کئی بے شعور خواہشوں سے مل کر بنتی ہے اور یہ بے شعور خواہش اس اصول کے ماتحت، کہ تمام ممتنع خواہشیں تبدیل ہو کر علامات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں، کام کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں علامات ممتنع خواہش کو رمز کے طور پر ظاہر کرتی ہیں۔ علامات کے معنے ہمیشہ بے شعور ہوتے ہیں

اور مخفی اس لیے کہ اس کے معنے مخفی ہوتے ہیں علامات کے لیے یہ بات نہایت ہی آسان ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ اگر وہ ذہنی قضیہ، جو علامات میں معانی مضمر کرتا ہے بے شعور نہ ہوتا تو کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہوتی۔ اگر ہم علامات کے مضمر نشانوں کو شعور میں لانے میں، کامیاب ہو جائیں، یا اس ذہنی قضیے کو جس کے ذریعے سے علامات نے اپنے مخصوص نشان حاصل کیے شعور میں داخل کرلیں تو تمام علامات فی الفور کافور ہو جائیں گی۔ عصبی مریضوں کے علاج میں یہی نظریہ کام کرتا ہے۔ نشانوں کی بناوٹ مختلف عصبی مرضوں میں مختلف ہوتی ہے، اور یہ ماہر کا کام ہے کہ نشانوں کی بناوٹ سے مرض کی حقیقت معلوم کرے اور مخصوص طریقوں سے مریض کا علاج کرکے نشان (علامتیں) دُور کرے۔

دوسرا باب

rekhta

Scanned with CamScanner

تعبیرِ خواب

rekhta

جوزف برائر نے ۱۸۸۰-۸۲ء میں اس بات کا انکشاف کیا کہ عصبی مریضوں کی علامات کچھ معنے رکھتی ہیں۔ اسی انکشاف پر تحلیل نفس کے طریقۂ علاج کی بنیاد رکھی گئی۔ مریضوں سے جب واقعات سُنانے کے لیے کہا گیا تو واقعات کے دوران میں انھوں نے اپنے خوابوں کا بھی ذکر کیا۔ شروع شروع میں تحلیل نفس کے

ماہرین نے اس موضوع پر کچھ بھی روشنی نہ ڈالی، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مریض کے بے شعور واقعات معلوم کرنے کے لیے اس کے خواب کچھ موزوں ثابت نہیں ہوتے، لیکن بعد میں جب پروفیسر سگمنڈ فراڈ نے مریضوں کے بے شعور خیالات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو اسے معلوم ہوا کہ مریضوں کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں۔ تاریخ تحلیل نفس میں فراڈ پہلا شخص ہے جس نے تعبیر خواب کے متعلق نظریہ قایم کیا، اور خوابوں کے ذریعے عصبی امراض کا طریقۂ علاج دریافت کیا۔ ۱۹۰۰ء میں اس نے خوابوں کے تمام نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب "تعبیر خواب" میں شایع کیے۔ اس کی یہ پہلی تصنیف ہے جس نے تحلیل نفس اور نفسیات میں رشتہ قایم کیا۔ ۱۹۰۰ء تک کسی سائنس داں نے بھی اس موضوع پر اتنی توجہ نہ کی تھی کہ اس طریقے سے عصبی مریضوں کا علاج ممکن ہے۔ گو مدت سے علما خواب کے متعلق بہت کچھ

انکشاف کر چکے تھے۔ بعض علما کا تعبیر خواب کے متعلق یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ تعبیر خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتی، کیوں کہ خواب ہمیشہ بد خوابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن فرائڈ نے اب یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ خواب سے معانی اخذ کرنے ممکن ہی نہیں، بلکہ نفسیات میں یہ نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں اور عصبی امراض کے علاج کے لیے بہت ہی کارآمد ہیں۔

خواب کا انسانی زندگی سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ بچپن سے لے کر عمر کے آخری لمحات تک ہر ایک انسان کو خواب سے تعلق پڑتا رہتا ہے۔ ہمیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ خواب ہمیں اس دنیا سے کسی اور دنیا میں لے جاتا ہے جو بعض اوقات نہایت ہی شاداب اور دل فریب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہوش میں آنے پر ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک دفعہ پھر اس دل فریب منظر کو جی بھر کر دیکھیں اور حظ اٹھائیں۔ ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ بعض دفعہ بہت برا خواب دیکھنے سے اس کا اثر

کئی کئی روز تک باقی رہتا ہے، اور اس دہشت ناک خواب کو یاد کرتے ہی ہم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، یعنے ایسے خواب بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر لینے کے سبب ہمیں اکثر بے چین رکھتے ہیں۔ انہیں اقسام کے خوابوں کی بنا پر لوگوں کا زمانۂ قدیم میں خواب کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ خواب کا باعث وہ فوق الفطرت اشیا ہیں، جن پر ان کا ایمان ہے۔ اسی لیے خوابوں کو وہ ہمیشہ مستقبل سے وابستہ کرتے تھے۔ بعض عقیدت مند خواب کو دو قسموں میں منقسم کرتے تھے۔ یعنے وہ خواب جس کا باعث کوئی شیطانی طاقت ہو، اور ایسا خواب جس کا تعلق دیوتاؤں سے ہو۔ اس دوسری قسم کو وہ الہام کے ہم معنے قرار دیتے تھے۔ الہامی خواب کی غالباً پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے، جنہوں نے خواب میں سورج، چاند اور ستارے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر یوں آتا ہے "اذ قال یوسف لابیہ یابت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم

لی ساجدین۔" حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس خواب کی تعبیر کی۔ ان سے پہلے کسی معتبر ذریعے سے کوئی آدمی ایسا ثابت نہیں جس نے خواب کی صحیح صحیح تعبیر کی ہو۔ زمانۂ قدیم کے اکثر علما خواب کے وجوہ کے متعلق غور کرتے رہے، لیکن یہ انکشاف بقراط (۴۶۰ ق م) نے کیا، جس کو ابو الطب کہا جاتا ہے، کہ چند ایک امراض کا خوابوں کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ بقراط کے بعد ارسطو (۳۸۴ تا ۳۲۲ ق م) نے اپنی بعض تصنیفوں میں خواب کا ذکر کیا ہے اور قدما کے خیالات کی تردید کی ہے۔ اس نے ان کے نظریے کے خلاف شد و مد سے دلائل پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ خواب دیوتاؤں سے نازل نہیں ہوتے، ان کا تعلق انسانی قوانین سے ہے نہ کہ فوق الفطرت قوانین سے۔ خواب، خوابیدہ انسان کے نفسیاتی فعل کا نام ہے۔ ارسطو کے نزدیک بھی طبیب کو مریض کے خواب سے آگاہ ہونا لازمی ہے، کیوں کہ مرض کی علامات کو خواب قبل از وقت ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس کے نزدیک

Scanned with CamScanner

قابل طبیب کو مریض کے خواب پر غور کرنا ضروری ہی نہیں، بلکہ ان خوابوں سے اصل مراد لینی بھی لازمی ہے۔ جس طرح پانی میں چیزوں کی شکل قدرے مختلف نظر آتی ہے اسی طرح خواب بھی روزمرہ کے واقعات سے مختلف ہوتا ہے۔ خواب کی حقیقت کو آشکارا کرنا کسی ماہر کا کام ہے۔ گریپ خواب کو دو قسم میں منقسم کرتا ہے :-

۱۔ اس کا تعلق زمانۂ حال یا ماضی کے واقعات سے ہوتا ہے، مستقبل سے اس کا کچھ واسطہ نہیں ہوتا۔ زندگی کا ایسا واقعہ جو خواب میں بعینہٖ نظر آتا ہے، یا اس واقعے کی ضد۔ یہ سب اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ اس قسم کا تعلق مستقبل کے واقعات سے ہوتا ہے۔ اس کو پھر تین قسموں میں منقسم کیا گیا ہے :-

الف (Oraclum) الہام۔

ب۔ (Visio) مستقبل کے

واقعے سے معمولی طور پر مطلع کرنا۔

ج۔ (Somnia) جس میں تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ خواب مستقبل کے کسی واقعے کو بالکل ظاہر نہیں کر سکتا۔ فرعون مصر کا وہ خواب جس کی تعبیر حضرت یوسفؑ نے کی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ گو اسے الہام قرار دینا فاش غلطی ہے لیکن ایسے خواب ہم شاذ و نادر ہی دیکھتے ہیں۔ نیز تحلیل نفس میں ایسے خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتے اس کام کے لیے صرف وہی خواب ہی موزوں ہو سکتے ہیں جو گریبؔ کی تقسیم کی پہلی قسم سے تعلق رکھیں۔

خواب کی ماہیت اور حقیقت کے متعلق علما کے مختلف خیال ہیں۔ اکثر تو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خواب چونکہ بدخوابی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے خواب پر ہم مزید روشنی نہیں ڈال سکتے۔ ہندوستان کے قدیم علما کے نزدیک مستقبل واقعہ خواب میں کسی اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے؛ اسی لیے انھیں تعبیر ناموں کی

تالیف کی ضرورت پڑی - چنانچہ اس وقت بازار میں کئی قسم کے تعبیر نامے آسانی سے دست یاب ہو سکتے ہیں۔ اُن تعبیر ناموں میں چند مخصوص نشانات یا واقعات مستقبل کے چند مخصوص واقعات کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً :-

خواب	تعبیر
آسمان پر پہنچنا۔	مرتبہ بلند ہو، اور فرحت کا سامان حاصل ہو۔
آندھی آنا۔	بلا نازل ہو، رنج پہنچے۔
اپنے تئیں اندھا دیکھنا۔	منفعت سے محروم رہے۔
انسان کا گوشت کھانا۔	مال حرام ہاتھ آئے۔
سر کے بال کٹے ہوئے دیکھنا۔	قرض ادا ہو جائے۔
بارش۔	برکت کی علامت ہے۔
لاغر بیل۔	تنگی و قحط کی علامت ہے۔
پہاڑ پر چڑھنا۔	بلندی و مرتبے کی دلیل ہے۔

Scanned with CamScanner

مندرجۂ بالا خوابوں اور ان کی تعبیر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور اسی تعلق کی بنا پر علامات مقرر کی گئی ہیں۔ بزرگ، بچوں کو دعا دیتے وقت اکثر کہتے ہیں:۔

"تمہارے اقبال کا ستارہ بلند ہو" یعنے اقبال اور ستارے کو مختص کیا گیا ہے۔ "آندھی" کو ہم بلا کے معنوں میں استعمال کرتے ہی آئے ہیں۔ "اندھا دیکھنا" اور منفعت سے محروم رہنے کا تعلق بھی واضح ہے۔ "انسان کا گوشت" چونکہ حرام ہوتا ہے، یا "انسانی گوشت کھانا" چونکہ درندوں کا کام ہے اس لیے اس کی تعبیر مال حرام سے کی گئی۔ جب کسی مقروض کا قرض ادا ہو جائے تو وہ اکثر کہا کرتا ہے "الحمد للہ۔ میرے سر سے بوجھ اتر گیا"۔ اس بوجھ اترنے کو سر کے بال کٹنے سے ظاہر کیا ہے۔ "بارش" کا تو نام ہی رحمت خدا ہے۔ اسی طرح "پہاڑ پر چڑھنا" بھی ترقی کی علامت ہے، کیوں کہ ترقی اور بلندی ہم معنے قرار دیے جاتے ہیں اور بلندی کو پہاڑ بہت اچھی طرح واضح

کرتا ہے۔ "لاغر بیل" کا اشارہ فرعون کے مشہور خواب سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم اور انجیل مقدس میں بھی آیا ہے۔ اسی طرح ان تعبیر ناموں کے تمام خوابوں اور ان کی تعبیر کا تعلق ذرا بھی کوشش سے بہ خوبی واضح ہو سکتا ہے۔ ان تمام علامات کا مستقبل کے واقعات سے جو تعلق ہوتا ہے ظاہر ہے۔

اسی تعلق کی بنا پر علما نے خواب کی تعبیر اسی طریقے سے کی۔ بہترین ماہر وہی ہو سکتا ہے جو ان تعلقات کو بہت جلد سمجھ لے۔ مثلاً ایک آدمی خواب میں شیر کو مطیع دیکھتا ہے تو ماہر فوراً ہی اس کی تعبیر کرے گا کہ یہ شہ زوری کی علامت ہے، کیوں کہ شیر اور بہادری کا تعلق سب جانتے ہیں۔ اس نظریے کو درست تسلیم کرنے میں مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ ہمارے خواب اکثر اتنے طویل اور پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ہم اس تعبیر نامے کی مدد سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ اکثر اوقات تو علامات ہی مفقود ہوتی ہیں۔ یعنے ہم اس طریقے سے صرف ایک مختصر تعداد کی تعبیر کرنے پر

...ا در ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے یہ کہے کہ وہ خواب میں پہاڑ پر چڑھ رہا تھا تو اس کی تعبیر تو ہم کر سکیں گے لیکن اگر وہ اپنا خواب یوں بیان کرے :—

"کہ وہ دو آدمیوں کے ہمراہ پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔ پہاڑ پر چڑھنے کے مختلف راستے ہیں۔ وہ ایک راستے پر ہو جاتے ہیں۔ پھر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدمی ز ان کا منتظر ہے۔ اس کے نزدیک پہنچنے پر اس کا ایک رفیق اس کو م کے نام سے مخاطب کرتا ہے۔ اور وہ آپس میں علمی بحث شروع کر دیتے ہیں۔ ز ایک مشہور مصنف ہے اور اس کا رفیق اس کی تصنیفات کے متعلق ذکر کرتا ہے، لیکن وہ حیران ہے کہ اس کا نام م کیوں کر ہو گیا ہے"—

اب بتائیے اس کی تعبیر ہم تعبیر نامے کی مدد سے

کس طرح کر سکتے ہیں؟ پہاڑ کی علامت تو یقیناً موجود ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کی تعبیر وہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے متعلق ایک اور بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ اس کے مولف یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے ہوتے ہیں، اور فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے نہیں ہوتے۔ نتیجۃً ایسے تعبیر نامے تمام حالتوں میں قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتے۔

طبقۂ عوام میں ایک اور نظریہ بھی ہے جس کی رو سے خواب ایسے مستقبل واقعے کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ضد ہے۔ یعنے اگر خواب میں بارات نظر آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خواب دیکھنے والے کو عنقریب کسی عزیز کی موت کی اطلاع موصول ہوگی۔ اس کے برعکس اگر وہ کسی کو مرا ہوا دیکھے تو وہ حقیقت میں خوش و خرم ہوگا۔ اس نظریے کی مدد سے صرف چند ہی خواب سمجھ میں آ سکتے ہیں اور تمام پیچیدہ خواب اس نظریے کی رو سے بالکل مہمل ہیں۔ علمی نقطۂ نگاہ سے اس نظریے کی تشریح نہیں کی جا سکتی۔

Scanned with CamScanner

ان دنوں جو نظریہ تمام علما کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور جس کی جانچ کرنے میں تمام ماہرین نفسیات مشغول ہیں، پروفیسر سگمنڈ فراڈ کا ہے۔ فراڈ نے خواب پر اپنی توجہ کیوں مبذول کی؟ اس کی وجہ ہم اُوپر درج کر چکے ہیں، اس نظریے کی رو سے ہمارے تمام خواب زمانۂ ماضی کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز یہ ہماری (ممتنع) خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ یعنے ہماری ایسی خواہشیں جو دن کو پوری نہیں ہو سکتیں، خواب میں پوری ہو کر سُرور حاصل کر لیتی ہیں۔ اس کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے، چونکہ نفسیات احلام کا بنیادی اصول ہی یہی ہے۔ اب ہم اس نظریے کو ذرا تفصیل سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تحلیل نفس کے طریقۂ علاج میں یہی نظریہ کام کر سکتا ہے۔ نیز یہی ایک نظریہ ایسا ہے جس کی مدد سے ہم ہر قسم کے خوابوں کی تحلیل کر سکتے ہیں، اور نفسیات کے ذریعے سے جس کی تشریح ممکن ہے۔

خواب کی ماہیت:

فرائڈ سے قبل بھی چند علما کا یقین تھا کہ خواب ہمارے یومیہ تجربات کا نتیجہ ہیں، چنانچہ وہ کہا کرتے کہ:-

"ہم اس چیز کا خواب دیکھتے ہیں جس کو ہم نے دن کے وقت دیکھا، کہا، چاہا یا کیا"۔

یعنے خواب کا روزمرہ کے واقعات سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ تعلق مثالوں سے بہ خوبی واضح ہو سکتا ہے۔ امتحان کے دنوں میں طالب علم کی توجہ کا واحد مرکز امتحان ہی ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خواب میں بھی امتحان کی کیفیت ہی دیکھتا ہے۔ اگر ہمیں کسی مشہور مقرر کی تقریر سننے کا اتفاق ہو، یا پہلی مرتبہ تھیٹر دیکھنے کا موقعہ ملے تو خواب میں بھی ہم وہی تقریر سنیں گے یا وہی منظر دیکھیں گے۔ ایسی ہی سینکڑوں مثالوں سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

خیالات خواب کا منبع ہمارے گذشتہ تجربات ہیں۔
یہ ایک ایسا عام اصول ہے کہ اس کے سمجھنے میں
کوئی بھی دقت پیش نہیں آتی۔ اب سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ ہم خواب کے مہیج کے متعلق کیا جانتے
ہیں؟ خواب کی محرک طاقت بعض اوقات تو
کوئی خارجی طاقت ہوتی ہے۔ اس کی کئی صورتیں
ہوسکتی ہیں۔ اگر سوتے شخص کی آنکھوں پر تیز روشنی
ڈالی جائے تو وہ ایک خاص قسم کا خواب دیکھے گا۔
اگر کوئی تیز بُودار چیز اس کی ناک کے قریب لائی
جائے گی تو اس صورت میں خواب مختلف ہوگا۔
اسی طرح شور و غل کرنے سے یا منہ پر پانی کے
چھینٹے ڈالنے سے جو خواب آئیں گے وہ پہلی حالتوں
سے یقیناً مختلف ہوں گے۔ چند یوم کا واقعہ ہے کہ
میں سو رہا تھا کہ کسی نے شرارت کے طور پر تمباکو کی
نسوار میرے ناک کے قریب کی۔ بیدار ہونے پر

لہ ۔ دیکھئے میورے کی جرمن تصنیف ۔

Scanned with CamScanner

مجھے یہ خواب بہ خوبی یاد تھا:۔

"میں ایک کوئیں کے نزدیک سے گزر رہا ہوں۔ میری نگاہ ایک مختصر سے گروہ پر پڑتی ہے۔ چار پائی پر ایک معزز شخص بیٹھا ہوا ہے۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ مسٹر اسکاٹ (سیالکوٹ) ہیں، اور میرے ہی منتظر ہیں۔ رسمی گفتگو کے بعد مجھ سے کہتے ہیں کہ دو روپے کا اعلیٰ قسم کا تمباکو چاہیے! چنانچہ میں لوگوں سے مختلف قسم کا تمباکو منگوا کر دکھاتا ہوں، اور اس کے نرخ سے مطلع کرتا ہوں۔"

ایسے خواب آپ نے بھی اکثر دیکھے ہوں گے۔ بجلی کی گرج ہمیں گھمسان لڑائی میں لے جاتی ہے، اگر سوتے وقت ہمارے بدن سے کمبل گر پڑے تو خواب میں اپنے تئیں ننگا یا پانی میں چھلانگ مارتے ہوئے دیکھیں گے۔ اگر کسی طرح سوتے وقت ہمارا سر تکیے کے نیچے آجائے تو ہمیں ایسا معلوم ہوگا کہ

کسی بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہیں ۔

ماری نے اپنے آپ پر چند دلچسپ تجربے کیے ہیں ۔۔۔ جب سوتے ہیں اس کے منہ کے قریب گرم لوہا لایا گیا تو اس نے خواب میں دیکھا :۔

کہ اس کے مکان کے اندر ڈاکو گھس کر مکان والوں کو نقدی پیر دکھا دینے پر مجبور کر رہے ہیں ، اور طرح طرح کی اذیت پہنچا رہے ہیں "

جب پانی کا ایک قطرہ اس کی پیشانی پر ٹپکایا گیا تو اس نے اپنے تئیں اٹلی میں سخت پسینے کی حالت میں شراب پیتے ہوئے دیکھا ۔

ہلڈ برانٹ کا یہ خواب بہت ہی مشہور ہے :۔

"میں موسم بہار کی ایک صبح کو سیر کر رہا ہوں ۔ میں کھیتوں سے ہو کر قریب کے ایک گاؤں کی طرف بڑھتا ہوں ۔ وہاں کے رہنے والے اپنے بہترین کپڑوں میں ملبوس اور ہاتھ میں کتاب مقدس لیے

گرجا کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے یاد آجاتا ہے کہ یہ اتوار کا دن ہے، اور صبح کی نماز شروع ہونے ہی والی ہے۔ میں نماز میں شامل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن پھر خیال آتا ہے کہ گرجے کے باہر قدرے دم لے لوں۔ جب میں وہاں بیٹھ کر قبروں پر لکھے ہوئے کتبے پڑھتا ہوں تو مجھے گھنٹی بجانے والا بُرج پر چڑھتا ہوا نظر آتا ہے، جہاں ایک چھوٹی سی گھنٹی جو نماز کے شروع ہونے سے قبل بجتی ہے، لٹک رہی ہے۔ کچھ عرصے تک گھنٹی خاموش رہتی ہے، پھر اچانک آہستہ آہستہ بجنا شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز دُور دُور تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ آواز ایسی بلند تھی کہ میری نیند ختم ہو جاتی ہے ...... لیکن گھنٹی کی آواز الارم والی گھڑی سے آ رہی تھی!

خارجی طاقت کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔

خواب کا مہیج اندرونی بھی ہو سکتا ہے۔ خواہ یہ فاعلی ہو یا عضوی۔ ہمارے بے شمار خواب اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی ایک اندرونی عضو کے برانگیختہ ہونے پر خاص قسم کا خواب نظر آئے گا۔

ڈاکٹر محمد یوسف صاحب (پروفیسر میڈیکل کالج، لاہور) اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ میں خواب میں ایک مریض کو دیکھنے جاتا ہوں جو سخت پیٹ کے درد میں مبتلا ہے۔ میں اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس کی تشخیص کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اچانک نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میرے اپنے ہی پیٹ میں درد شروع ہے اور سخت بے چینی کی حالت میں پیٹ پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔"

Scanned with CamScanner

خواب اور امراض دماغی :

حضرت مسیح کی پیدائش سے کئی سو سال قبل ارسطو اور بقراط ہی نے یہ واضح کیا تھا کہ خواب اور امراض دماغی کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے کے ماہرین نفسیات کا بھی یہی خیال ہے، کہ چند ایک خواب ہی ایسے ہیں جو خاص قسم کی دماغی بیماری کا باعث ہیں۔ چنانچہ فراڈ کا یہ یقین ہے کہ اختناق الرحم کے مرض کا باعث کئی سال قبل کا کوئی ایک خواب ہے جو مختلف قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور وہ ہر عنصر کسی خاص واقعے کی یاد ہوتا ہے۔ مریضہ کے دل پر ایسا خواب نقش ہو جاتا ہے اور وہ اس سے کانپ اُٹھتی ہے۔ آہستہ آہستہ یہی خواب بے شعوری میں چلے جانے پر کافی طاقت حاصل کر لیتا ہے، اور یہ طاقت حاصل کر لینا ہی مخصوص علامات پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہے۔

Scanned with CamScanner

چارلس باڈون مندرجہ ذیل واقعہ بیان کرتا ہے:-

"ایک نوجوان عورت جو سات سالہ بچے کی ماں تھی اس بچے کی پیدائش سے لے کر سات سال تک عصبی تکلیفوں میں مبتلا چلی آرہی تھی۔ طبیبوں نے اسے تحلیل نفس کے علاج کی ہدایت کی۔ وہ بہ غرض علاج میرے پاس آئی۔ میں نے جب اسے خواب سنانے کے لیے کہا تو ہیں نے اپنے زمانہ حمل کا یہ خواب سنایا۔ اس خواب نے، جو بلا شک و شبہ اس کے حمل کے متعلق تھا، اس کے دل پر گہرا اثر ڈالا جس کا نتیجہ اس کی موجودہ بیماری تھی:-

"خواب میں وہ ٹاؤن ہال میں موجود ہے۔ صدر حاضر نہیں۔ اور اس عورت کا خاوند بہ حیثیت نایب اس کی جگہ کام کر رہا ہے۔ ایک

اجنبی جو بظاہر ہنگری یا اٹلی کا باشندہ معلوم ہوتا ہے، اچانک داخل ہوتا ہے۔ اس کا خاوند صدر کے آنے کا انتظار کرنے کی اس سے درخواست کرتا ہے۔ لیکن اجنبی بہت بے تاب ہو کر خاوند کو خنجر سے زخمی کر دیتا ہے۔ اس کا خاوند گلی میں دوڑتا ہے لیکن اجنبی اس کا تعاقب کر کے اسے زخمی کر ہی دیتا ہے۔ نوجوان عورت اپنے تئیں ایک کھڑکی کے سامنے موجود پاتی ہے اور اس سانحے کو بڑی بے صبری سے دیکھتی ہے۔ کھڑکی کے نیچے صدر دکھائی دیتا ہے۔ جو اس عورت سے ان لفظوں میں مخاطب ہوتا ہے :-

جب تک تم نیچے نہ آؤ گی

ـ حالات خطرناک صورت
اختیار نہ کرسکیں گے؛
محتاط رہنا؛ سب کچھ ٹھیک
ہو جائے گا۔.....

پھر وہ اپنے خاوند کو اپنی چارپائی پر
لیٹے ہوئے دیکھتی ہے۔ اس کی
پیشانی میں ایک زخم ہے جہاں سے
خون ٹپک رہا ہے۔"

اس خواب کی تعبیر کو ہم بعد میں کریں گے۔ پہلے صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس خواب کا جو تعلق عصبی بیماری سے ہے بالکل ظاہر ہے۔ خواب زمانۂ حمل اور پیدائش کو نہایت ہی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے اس خواب سے مریضہ کی توجہ ادھر مبذول ہوگئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ اس پر ایک خاص قسم کی جذباتی کیفیت طاری ہوگئی۔ اگر یہ خواب اسے نہ دکھائی دیتا یا اس کی تعبیر فی الفور

Boudouin: Suggestion et Autosuggestion. ـ ا

کردی جاتی تو یہ ممکن نہ تھا کہ وہ عصبی بیماری میں مبتلا ہوتی۔

خواب اور معانی:

اگر خواب فی الحقیقت ممتنع خواہشوں کی تکمیل کا ہے تو اس سے معانی کس طرح اخذ کرنے چاہئیں؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں صرف خواب دیکھنے والا ہی اپنے خواب کی تعبیر کر سکتا ہے، کیوں کہ اس کے گذشتہ واقعات کی تاریخ سے دوسرے آدمی قطعاً بے خبر ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے حالات سے مطلع نہ کرے ہم آگاہ نہیں ہو سکتے۔ بعینہٖ تعبیر خواب بھی صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب خواب دیکھنے والا خواب کے متعلق خود ہی قیاس آرائیاں کرے اور ایک دن قبل کے واقعات سے بھی مطلع کرے۔ خواب ذہنی تخفیہ ہونے کے باعث کسی غیر کی سمجھ میں نہیں آ سکتا، اسی ذہنی تخفیے کو سمجھنے کے لیے ہمیں خواب دیکھنے والے ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر

خواب دیکھنے والا ہمیں خواب کے متعلق کما حقہ، آگاہ نہیں کرسکتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خواب کے متعلق پوری واقفیت تو رکھتا ہے لیکن وہ اپنے اس علم سے بے علم ہے۔ اس لیے اس کا یقین ہے کہ وہ خواب کی تعبیر نہیں کرسکتا۔ مندرجۂ ذیل واقعہ اس کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے (فرائڈ، تمہیدی لکچر، ص ۸۵):—

"۱۸۸۹ء میں میں نے نینسی میں لی ایبال اور برنہیم کا ایک تنویمی تجربہ ملاحظہ کیا۔ ایک شخص پر تنویمی کیفیت طاری کی گئی۔ اس شخص پر اس کیفیت کے دوران میں اختلال اور اقتباس حواس کے تجربات کیئے گئے۔ ہوش میں آنے پر پہلے پہل تو وہ اپنے مشاہدے سے بالکل مطلع نہ کرسکا۔ برنہیم نے اسے یقین دلایا اور مجبور کیا کہ وہ اس کیفیت کے دوران کے تمام واقعات جانتا ہے، اور

دہرا سکتا ہے۔ اس پر اس شخص نے
غور کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام
واقعات بلا کم و کاست دہرانے میں
کامیاب ہو گیا۔"

خواب سے لاعلمی ظاہر کرنے والے کا بھی یہی
حال ہے۔ خود اپنے آپ ہی تجربہ کیجئے۔ صبح اُٹھ کر اپنے
خواب پر غور فرمائیے۔ وہ بالکل مہمل معلوم ہوگا، اور
ممکن ہے کہ آپ خواب کو بالکل فضول اور مہمل خیال
کرتے ہوئے جلد فراموش کرنے کی کوشش کریں۔
لیکن نہیں، ذرا غور کیجئے، ایک دن قبل کے واقعات
یاد کر کے خواب کا کوئی ایک عنصر یا اس کی شبیہ اس میں
تلاش کیجئے۔ کافی جد و جہد پر آپ کے خواب کے
تمام عناصر ایک دن قبل یا دیرینہ واقعات سے
مل سکیں گے۔ آپ حیران ہوں گے کہ کس طرح خواب
گذشتہ واقعات سے وابستہ ہے، اور اس کی تعبیر
اصل خواب سے کتنی ہی مختلف ہے۔ اس طریقے سے
ہم دوسرے کے خواب کی بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

ہم اس سے تو واقف ہو ہی گئے ہیں کہ خواب دیکھنے والا اپنے خواب کے متعلق بہت کچھ علم رکھتا ہے لیکن وہ اس کے استعمال کے علم سے ناواقف ہے۔ اس لیے ہمیں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ اسے خواب کس طرح آیا، یعنے کن حالات اور کیفیت کے ماتحت اس نے خواب دیکھا؟ اس سے تو واقف ہی ہو گا۔ لیکن اگر وہ حیل وحجت کرے تو "تنویمی طریقہ"[1] اس کا بہترین علاج ہے۔ یعنے اگر ہم اس کو یہ یقین دلائیں گے کہ وہ ان واقعات کو بخوبی جانتا ہے تو تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ان واقعات سے ہمیں باخبر کر دے گا۔ ایسے حالات اس کے خواب والے دن کے ہوتے ہیں اس لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ دوسرا کام یہ ہے کہ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق اس کے خیالات "تلازم اختیاری" کے طریقے پر قایم کریں۔

---

[1] ملاحظہ ہو گذشتہ باب۔

یعنے خواب کا ایک عنصر لے کر اسے کہیں کہ اس کے متعلق جو بھی خیالات ذہن میں آئیں، مطلع کرتا جائے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کیوں کہ باوجود وعدے کے وہ اکثر خیالات ہم سے چھپانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ہم اس کے اس قسم کے خیالات سے مطلع ہو جائیں تو ہم نہ صرف اس عنصر کی تعبیر ہی کر سکیں گے بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کے ایسے خیالات نہایت ہی ضروری ممتنع خواہشات تھیں۔ اگر بچہ اپنی مٹھی نہیں دکھاتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی مٹھی میں ایسی چیز ہے جو اس کے پاس نہ ہونی چاہیئے۔ یہی حال ان ممتنع خواہشات کا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوگا کہ اسے خواب کے متعلق کوئی خیال ہی نہ آئے گا۔ لیکن ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ اسے یقین دلانا چاہیئے کہ وہ خواب کے متعلق سب کچھ جانتا ہے اور فشاری طریقے سے اسے مجبور کرنا چاہیئے کہ اس کے ذہن میں اسی وقت جو خیال بھی آئے، خواہ وہ اس کے نزدیک

کتنا ہی غیر ضروری اور بعید از مطلب کیوں نہ ہو ہرگز نہ چھپائیے۔ کیوں کہ انھیں غیر ضروری خیالات کے اندر تعبیر پنہاں ہے۔

تعبیر خواب کے قوانین:

۱۔ خواب کے ظاہری معنوں کی طرف کچھ توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ خواہ ان کے معانی واضح ہوں، خواہ مہمل؛ صاف ہوں یا نہ ہوں، وہ کسی صورت میں بھی خواب کے اصل معنے نہیں ہو سکتے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ دوسرے الفاظ میں خواب کے بے شعور خیالات جو دراصل خواب کی اصل تعبیر ہیں، اس کے ظاہری معنوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

۲۔ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق "تلازم اختیاری" کے طریقے پر خیالات قایم کرنے چاہئیں۔ اگر ہمیں ایسے خیالات اصل خواب سے بہت دور لے جائیں یا ظاہر میں اصل خواب کے

سماجۃ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہو پر واہ نہ کرنی چاہیئے

۳ - جب تک پوشیدہ بے شعور خیالات ظاہر نہ ہو جائیں، انتظار کرنا چاہیئے۔ رفتہ رفتہ اس طریقے سے خیالات آتے جائیں گے اور خواب کا مطلب بالکل واضح ہو جائے گا۔

۴ - خواب کا ہیج خواب والے دن میں تلاش کرنا چاہیئے۔ یہ ممکن ہے کہ ہیج کا تعلق بچپن کے فراموش شدہ واقعات سے ہو لیکن ہیج اُس دن کے واقعات میں موجود ہو گا۔

خواب ایک معمہ کی مانند ہے، جس میں کوئی نہ کوئی مطلب ضرور پنہاں ہوتا ہے۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لیے ہمت و کوشش درکار ہے۔ اسی طرح خواب گذشتہ واقعات کو توڑ موڑ کر ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ بہ ظاہر مہمل معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر اس پر کافی غور کیا جائے تو معمہ کی طرح اس سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی

ایسی کتاب دستیاب ہو جائے جو مصر کی قدیم زبان میں لکھی ہوئی ہو تو ہم ایک مدت تک اس سے کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں گے، لیکن اس کا مطلب کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔ ہم صرف اس کی زبان سے ناواقف ہیں۔ خواب اس قسم کی کتاب کی مانند ہے اور اس کی تعبیر درحقیقت اس کی زبان سے واقف ہونا ہے

اگر ہم اپنے خواب کی تعبیر اتلافِ اختیاری کے طریقے سے کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک مخالف طاقت ہمیں اس کام سے باز رکھتی ہے۔ خیالات آتے تو ہیں لیکن ہم ان کو درست نہیں جانتے بلکہ ان پر تنقید کرتے ہیں، اور اپنے دل میں کہتے ہیں: "نہیں یہ خیال موزوں معلوم نہیں ہوتا، یہ تو سراسر مہمل ہے"۔ دوسرا خیال آتے ہی کہتے ہیں: "نہیں نہیں، یہ تو بالکل ہی فضول ہے"۔ اور تیسرے کے متعلق ہماری رائے ہوتی ہے: "یہ تو اصل سے بہت ہی دُور چلا گیا ہے"۔ وغیرہ۔ اس طرح کرنے سے ہماری ہمت پست ہو جاتی ہے اور ہم اس انکشاف کی طرف

توجہ مبذول نہیں کرتے۔ اگر اس طریقے سے ہمارے خواب کی تعبیر کوئی اور شخص کر رہا ہو تو اس وقت ہمارے دل میں یہ خیالات آئیں گے: "یہ خیال تو پوشیدہ ہی رکھنا بہتر ہے، میں اس سے اس کو کبھی بھی مطلع نہ کردوں گا (کرسکوں گا)" ظاہر ہے کہ خواب کی تعبیر میں ہمیں ایسے خیالات سے ضرور اجتناب کرنا چاہئے۔ اور اگر ہم کسی دوسرے کے خواب کی تعبیر کر رہے ہوں تو اس کو ایسے خیالات کے متعلق قبل از وقت واضح کر دینا نہایت ہی ضروری ہے۔ پہلی مرتبہ اپنے خواب کی تعبیر کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسی رکاوٹیں بے شمار ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ پہلی مرتبہ دو دن تک بھی خواب حل نہ کرسکیں۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ کام اتنا آسان ہو جائے گا کہ آپ پانچ دس منٹ میں خواب کی تعبیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ خواب کی تعبیر کرنا کیوں اتنا مشکل کام ہے؟ اس کی بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔ یہاں صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس مشکل پر عبور حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

تکمیل گاہ خواہش:

ہم یہ اُوپر دیکھ چکے ہیں کہ اگر خواب کا مہیج کوئی خارجی وجود ہے تو اس کی تعبیر اسی طریقے سے ممکن ہے۔ ہمارے کے تمام دل چسپ تجربے اسی طریقے سے تحلیل کیے جا سکتے ہیں۔ الارم والی گھڑی کا خواب اس کی نہایت ہی عمدہ مثال ہے۔ یہ دل چسپ اور طویل خواب صرف گھنٹی کی آواز کا ردِ عمل ہے۔ تنویم کے ذریعے سے بھی خواب کی تعبیر کی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ اس حالت کے اثر معمول اپنے گذشتہ واقعات آسانی سے دہرا سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ تمام آدمیوں پر اس کیفیت کا طاری کرنا ممکن نہیں۔ نیز ہمارے بیشتر خواب اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اس طریقے سے سمجھ میں نہیں آ سکتے، ان کے سمجھنے کے لیے تحلیل نفس کا مخصوص طریقہ کام میں لایا جاتا ہے۔ بہت سے خواب ایسے ہوتے ہیں جو عصبی امراض میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ایسے خوابوں

ے متعلق فرائڈ اور اس کے پیرؤوں کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ ممتنع خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ تکمیل خواہش کے ذریعے سے اس ہیجّ کا اثر جو نیند میں مخل ہوتا ہے، زایل ہو جاتا ہے یعنے ہیجّ تو یہ کوشش کرتا ہے کہ نیند میں مخل ہو کر سونے والے کو بیدار کرے۔ لیکن اس ہیجّ کے خلاف اور نیند کی حمایت میں جو طاقت کام کر رہی ہوتی ہے۔ ہیجّ کا اثر زایل کرنے کے لیے اس کو تکمیل خواہش کی صورت میں تبدیل کر دیتی ہے اور سونے والا نہایت ہی آرام سے سوتا رہتا ہے۔ اگر یہ طاقت اس ہیجّ کے خلاف کام نہ کرتی تو اس کے لیے سونا محال ہو جاتا۔ فرائڈ اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ اسے کسی تکلیف کے باعث اپنے فوطوں پر پلٹس باندھ کر سونا پڑا۔ پلٹس سے درد میں تخفیف ہو گئی، اور وہ سو گیا۔ لیکن کچھ دیر بعد درد پھر شروع ہو گیا اور پلٹس کا رہنا دو بھر ہو گیا۔ پلٹس اور درد یہ ہیجّ تھے جو نیند کے خلاف کام کر رہے تھے، اور بیدار کرنے کی

کوشش میں ہمہ تن معروف تھے۔ لیکن ان کا تنازعہ اس مخالف طاقت سے ہوا جو نیند کی حمایت میں تھی۔ اس ہیج کو کسی اور صورت میں تبدیل کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور فراڈ نے اپنے تئیں گھوڑے کی پیٹھ پر تکلیف سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ظاہر ہے کہ اگر فراڈ اپنے تئیں گھوڑے پر سوار نہ دیکھتا تو شدت درد کے باعث اس کا بیدار ہونا یقینی امر تھا۔

یہ خواہش جس کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے بالعموم بچپن کی یا نہایت ہی درینہ ممتنع خواہش ہوتی ہے۔ تحلیل سے معلوم ہوگا کہ عصبی مریضوں کے خواب اس قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنے ان کی ممتنع خواہشیں بہت دیر بعد خواب میں پوری ہوتی ہیں۔ اگر یہ ایسا نہ ہوتا یا یہ نظریہ درست نہ ہوتا تو تحلیل نفس کے طریقے سے ان کا علاج محال ہو جاتا۔

چھوٹے بچوں کے خواب تمام کے تمام ہی تکمیل گاہ خواہش صاف طور پر داضح کرتے ہیں۔

دن کے وقت جو کام ان سے رہ جاتا ہے وہ خواب میں پورا ہو جاتا ہے۔ ایسے خواب سمجھنے کے لیے نہ تو تحلیل ہی کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کسی فن کی۔ بچے سے خواب کے متعلق پوچھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ خواب کا جو تعلق دن کے واقعات سے ہوتا ہے وہ بہت ہی صاف اور آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں ان کا غلط ملط ہونا ضروری نہیں۔ خواب کا بیج ہمیشہ غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے، جس کا معلوم کرنا کوئی دشوار کام نہیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ نظریہ اچھی طرح واضح ہو جائے گا:۔

۱۔ فراڈ ۔ ایک سال اور دس ماہ کے بچے کو جنم دن کی تقریب پر پھلوں کی ایک ٹوکری کسی کو پیش کرنی تھی۔ اگرچہ اسے بھی اس میں سے حصہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اس نے بے دلی سے تحفہ پیش کیا۔ اگلی صبح اس نے اپنا خواب بیان کیا: "ہرمن تمام کے تمام پھل کھا گیا۔"

۲۔ فراڈ نے ایک سوا تین سال کی بچی پہلی مرتبہ کسی جھیل پر سیر کی غرض سے گئی۔ جب وہ اپنے والدین کے ساتھ کشتی سے اترنے لگی تو اس نے کہا کہ وقت کتنی جلدی گزر گیا ہے، اور اس نے کشتی سے نہ اترنے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کی۔ صبح اس نے بیان کیا "رات میں اسی جھیل میں سیر کر رہی تھی"۔

ں کے خوابوں میں اصل خواب اور اس کے مطلب کا شتہ نمایاں ہوتا ہے۔ خواب خلط ملط نہیں ہوتا۔ ان کو ننے کے لیے صرف بچے کی دن کی حرکات و سکنات کا نا کافی ہے۔ کیوں کہ ان کے خواب ہمیشہ دن کے قعات کا رد عمل ہوتے ہیں۔ یعنے وہ ذہنی ہیجان جو دمیں مخل ہوتا ہے، غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب ہوتے تو اسی قسم کے ں لیکن ان کے خلط ملط ہو جانے کے باعث اصل خواب ر اس کے مطلب کا تعلق بہ ظاہر واضح نہیں ہوتا، کیوں کہ حمت کے ذریعے سے خواہش کوئی اور صورت اختیار

کی سی ہے اور آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ایسے خواب صرف "انتلاف اختیاری" کی مدد سے ہی تعبیر کیے جا سکتے ہیں۔ بعض خواب تو اتنے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ان کے سمجھنے کے لیے کافی دقت درکار ہوتا ہے۔ کیوں کہ بے شعور واقعات کو شعور میں داخل نہ کرنے کے لیے امتناع پوری پوری کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بظاہر خواب اس نظریے کی ضد معلوم ہو۔ اس قسم کے خوابوں کو مندرجۂ ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:۔

۱۔ جون ۳۲ء کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ "ایک کھلے میدان میں ہمارے تمام رشتہ دار جمع ہیں۔ برادرم م۔ ح ہم سب کو بارات میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں"!

تکمیل کا و خواہش کی یہ عمدہ مثال ہے۔ ایک دن قبل کرمی م۔ ح کی طرف سے ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر ش۔ ح کی شادی کا دعوتی رقعہ موصول ہوا تھا،

Scanned with CamScanner

خواب نے شادی کے دن کو قبل از وقت ظاہر کیا ہے۔ کیوں کہ میں بڑی بے صبری سے ان کی شادی کا منتظر تھا۔ خواب اور تعبیر بالکل صاف ہے۔

۲۔ ایک معزز خاتون (۲۸ مئی ۲۴ء کو) خواب میں دیکھتی ہیں کہ "ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے" ان خاتون کی شادی کو ایک عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن قبل اسے اطلاع موصول ہوئی کہ اس کی ایک رشتہ دار جس کی شادی کو ابھی چند ہی ماہ گذرے ہیں حاملہ ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔ اور خیال کرنے لگی کہ شاید وہ ہمیشہ ایسی ہی رہے۔ اسی رات یہ خبر اس نے اپنے خاوند کو حسرت سے سنائی۔ تسکین قلب اور امید کے لیے انھوں نے خلوت بھی کی۔ اسی رات خواب میں اس کی امید پوری ہو گئی،

اور وہ اپنی اس رشتہ دار سے پیچھے نہیں رہی۔

۳۔ فراڈ کا ایک دوست جو خواب کا یہ نظریہ اپنی بیوی سے بھی بیان کرچکا تھا فراڈ سے ایک دن کہنے لگا "میری بیوی آپ سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ اس نے کل رات خواب میں حیض آتے دیکھا ہے اس کا مطلب آپ جانتے ہی ہوں گے!" فراڈ نے جواب دیا "اگر آپ کی بیوی خواب میں اپنے تئیں حائضہ دیکھتی ہیں تو وہ یقیناً حاملہ ہے، اور اس کو حیض آنا بند ہوگیا ہے، کیوں کہ اس کی یہ خواہش ہے کہ چند دے اور آزادی کے مزے لوٹے۔ اس خواب کی مدد سے اس نے عجیب طریقے سے اپنے تئیں حاملہ ثابت کیا ہے۔"

۴۔ ایک نوجوان خاتون نے مجھ سے بیان کیا

(۲۰ مئی ۱۹۴۳ء) کہ خواب میں اس کے
ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ وہ اسے بہت
پیار کرتی ہے، لیکن اس کے والدین اسے
ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں اور بچی کی
پیدائش سے وہ سب مایوس نظر آتے ہیں۔
یہ خاتون اولاد سے محروم ہے اور
باوجود علاج کے ابھی تک تندرست نہیں
ہوسکی۔ خواب میں اس کی یہ خواہش جو اس
کے دل پر قبضہ جمائے ہوئے ہے، پوری
ہوگئی ہے۔ یہ خاتون مایوسی کے وقت
اکثر کہتی رہتی ہے "اگر لڑکی ہی ہو جائے تو
پھر بھی میں بہت ہی خوش ہو جاؤں"!
خواب کا دوسرا حصہ اس سے تعلق
نہیں رکھتا۔

خواب میں اپنے کسی عزیز کو مردہ دیکھنا۔ یعنی
تکمیل گاہ خواہش ہے۔ خواہ اس موت کی خواہش کا
تعلق بچپن سے ہو، خواہ موت کا تعلق کسی اور

خواہش سے ہو۔ اگر لڑکا اپنی چھوٹی بہن کو مُردہ دیکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جب وہ بچہ ہی تھا اور اسی کی بہن بہ قول اس بچے کے آسمان سے گری تو وہ والدین کی محبت میں اس کو خلل انداز پاکر اس سے حسد کرنے لگا۔ گو یہ جذبہ کچھ عرصہ بعد محبت میں تبدیل ہو گیا۔ اس زمانے میں بچے کی یہ خواہش تھی کہ اس بچی کو کوئی اٹھا کر لے جائے اور وہ اکثر اپنی والدہ سے کہا کرتا تھا: "امی! اسے باہر کیوں نہیں پھینک دیتیں؟" میرے ایک دوست اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی چھوٹی بہن کو کھاٹ کے آگے ڈالنے کے لیے تکرار کیا کرتے تھے۔ بعینہٖ بچہ یہ معلوم کرکے کہ اس کی والدہ کی محبت میں اس کا باپ بھی شریک ہے، باپ سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ بچوں کی محبت اپنی مخالف صنف سے ہوتی ہے۔ یعنی لڑکی باپ سے محبت رکھتی ہے اور ماں سے نفرت۔ کیوں کہ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی کہ ماں بھی

Scanned with CamScanner

اس کے باپ سے ویسی ہی محبت کرے۔ لڑکا اپنی والدہ کو چاہتا ہے، اور مندرجۂ بالا وجہ کی بنا پر اپنے باپ سے متنفر ہوتا ہے۔ اگر ماں یا باپ اپنے بیٹے کو مردہ دیکھیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی زمانے میں اس سے فی الحقیقت نفرت رکھتے تھے، اور اس کو مردہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔

"خواب میں ایک عورت نے اپنے
اکلوتے جوان بیٹے کو ایک بکس میں
مرا ہوا پایا۔"

معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جب کہ اس کا لڑکا اس کے رحم (بکس) میں تھا خاوند سے ناچاقی ہوگئی۔ اس ناچاقی کی بنا پر عورت نے فی الحقیقت یہ خواہش ظاہر کی "کاش! جو کچھ میرے رحم میں ہے مر جائے"۔ چنانچہ اس نے حمل گرا دینے کی ناکام کوشش بھی کی۔ عورت اس ممتنع خواہش کو پاکر حیران رہ گئی۔

اگر خواب دیکھنے والا اپنے عزیز کی موت سے

خواب میں غم کا اظہار بھی کرے اور اس کے دل پر چوٹ سی لگے تو اس قسم کے خواب بغیر کسی قسم کی تمہید یا "تلازمِ اختیاری" کی مدد سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی ان کی تعبیر ہمیشہ یہی ہو گی کہ خواب دیکھنے والا بچپن کے فراموش شدہ زمانے میں اپنے اس عزیز سے نفرت رکھتا تھا، اور اس کے چلے جانے کا خواہش مند تھا۔[۱] لیکن اگر خواب دیکھنے والے پر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو وہ بغیر تمہید کے

---

[۱]۔ بچے موت کے لفظ سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو ان پر یہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی یہی یقین رکھتے ہیں کہ وہ کسی کے ہاں یا بہ غرضِ علاج کسی ڈاکٹر کے پاس گیا ہے۔ چنانچہ وہ کئی کئی ماہ تک، اس کی واپسی کے منتظر ہوتے ہیں، اور گھر والوں سے اس کی آمد کے متعلق پوچھتے بھی رہتے ہیں۔

حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں کسی عزیز کی موت کے ساتھ کوئی اور خواہش تعلق رکھتی ہے۔ فراڈ کی ایک مریضہ کے مندرجۂ ذیل خواب سے یہ خواہش بہ خوبی ذہن نشین ہو سکتی ہے ـــــ

ایک نوجوان عورت فراڈ کے نظریے کو غلط ثابت کرنے کے لیے اپنا ایک خواب بیان کرتی ہے:[1]

آپ کو معلوم ہو گا کہ اب میری بڑی بہن کا صرف ایک ہی لڑکا چارلس رہ گیا ہے۔ میں اس کے پاس ہی رہا کرتی تھی کہ اس کا بڑا لڑکا آٹو مر گیا۔ آٹو کو میں بے انتہا چاہتی تھی۔ حقیقت میں اس کی پرورش میں نے ہی کی تھی۔ میں چاہتی تو چارلس کو بھی ہوں لیکن اتنا نہیں۔ اب میں نے کل رات خواب میں اپنے سامنے چارلس کو

---

[1] فراڈ۔ تعبیر خواب۔ ۱۹۳۲ء۔

مرا ہوا دیکھا ہے۔ اس کی نعش چھوٹے سے صندوق میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اور چاروں طرف موم بتیاں روشن تھیں۔ قصہ مختصر، یہ منظر بالکل آٹو کی موت کی مانند تھا۔ اس خواب سے میرا دل سخت زخمی ہو گیا ہے۔ فرمائیے اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا میں اتنی بُری ہوں کہ اس کے اکلوتے بیٹے کی موت کی خواہش مند ہوں؟ کیا اس خواب کا یہ مطلب ہے کہ آٹو کی بجائے چارلس مرجاتا؟"

فرائڈ نے اسے یقین دلایا کہ یہ دونوں صورتیں ممکن نہیں۔ کچھ عرصہ غور کرنے کے بعد اس خواب کی تعبیر کی گئی جو اس کی گذشتہ زندگی کے واقعات سے وابستہ تھی۔ عورت نے خواب کی تعبیر قبول کرلی۔

چھوٹی عمر میں یتیم ہو جانے کی وجہ سے اس کی پرورش اس کی بڑی بہن نے کی۔ گھر آنے جانے والوں

میں سے ایک شخص نے اس کے دل پر قبضہ جما لیا۔ ان کے باہمی تعلقات سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی محبت کا لازمی نتیجہ شادی ہوگا۔ لیکن یہ رشتہ اس کی بہن نے چند وجوہ کی بنا پر منقطع کر دیا۔ اس واقعے کے بعد اس شخص نے اس گھر میں آنا جانا بند کر دیا۔ آٹو کی موت کے بعد مریضہ نے اس سے خود ملنے کی آزادی حاصل کر لی۔ مریضہ کے محبوب کو، جو پروفیسر تھا، جب کہیں تقریر کرنی ہوتی تو حاضرین میں وہ بھی ضرور ہوتی۔ لیکن اس کی یہ انتہائی کوشش ہوتی کہ پروفیسر اسے دیکھنے نہ پائے۔ فراڈ کو یہ بھی یاد آیا کہ خواب سے ایک دن پہلے اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس پروفیسر کو دیکھنے کے لیے ایک جلسے میں جانے والی ہے۔ یہ جلسہ اسی دن منعقد ہونے والا تھا، اور داخلے کا ٹکٹ بھی اس کے پاس موجود تھا۔ تعبیر اب بالکل صاف تھی۔ فراڈ نے اس سے استفسار کیا کہ کیا آٹو کی موت کے بعد وہ کوئی ضروری واقعہ دہرا سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "ہاں کیوں نہیں۔

پروفیسر اسی دن ایک طویل مدت کے بعد واپس آیا اور میں نے اس کو آٹو کی نعش کے پاس ایک نظر دیکھا۔" یہ واقعہ فراڈ کے خیال کے مطابق تھا۔ خواب کی تعبیر یہ تھی :-

"اگر دوسرا بچہ بھی مر جائے تو یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔ پروفیسر اس کی بہن کے پاس بہ غرض افسوس ضرور آئے گا۔ اور مریضہ اسے ایک دفعہ پھر دیکھ سکے گی۔ یہ خواب محض پروفیسر کو دوبارہ دیکھنے کی خواہش ہے جس کو وہ دبا دینے کے لیے کافی کوشش کر رہی تھی۔ یہ خواب بے صبری کا خواب تھا۔ اور اس نے اپنی بے صبری کی وجہ سے پروفیسر کو ایک دن قبل خواب میں دیکھ لیا۔"

خواب کی تعبیر:

اوپر درج کیا جا چکا ہے کہ تعبیر خواب کا

مخصوص طریقہ "اشتلاف اختیاری" ہے۔ اگر مزاحمت معمولی ہے تو خواب کے معانی بہت جلد واضح ہو جائیں گے۔ کیوں کہ اس صورت میں بے شعور خیال خواب کے مطلب سے اتنا بعید نہیں ہوتا، اور چند ہی (بلکہ اکثر اوقات ایک ہی) اشتلاف سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بے شعور خیال بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر چکا ہے تو اس خیال کو شعور میں لانے کے لیے کافی جد وجہد کرنی پڑتی ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب کی ممتنع خواہش کس طریقے سے شعور میں داخل کی جاتی ہے۔ لیکن ان اقسام کے خوابوں میں خواہش والا عنصر بالکل صاف تھا۔ اب ہم تعبیر کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ آیا ہمارے عام خواب اس نظریے کے مطابق ہیں؟۔

مکمل خواب کی تعبیر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی عنصر کی تحلیل کی جائے۔ تحلیل سے پہلے ہمیں تعبیر خواب کے قوانین کو بہ خوبی ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ ان پر عمل کیے بغیر

تعبیر ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ پہلی مرتبہ خیالات لاکھوں کی تعداد میں ذہن میں آئیں گے۔ لیکن خیالات کی بہتات سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ انھیں خیالات کے اندر تعبیر پنہاں ہے۔ اگر ہم اپنا خواب درج کریں تو معلوم ہوگا کہ جو خیالات اس کے ضمن میں آتے ہیں وہ اصل خواب سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ جب خیالات ذہن میں آجائیں تو ان میں سے ایسے خیالات چن لینے چاہئیں جو کسی ایک طریقے سے خواب کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتے ہوں۔ سب سے پہلے ہم صرف خواب کے ایک عنصر کی تعبیر کرتے ہیں تاکہ اُتلاف اختیاری کا طریقہ بہ خوبی ذہن نشین ہو سکے ۔

ا۔ ایک شخص خواب میں ایک واقف خاتون کو نالی سے باہر کھینچتا ہے۔ اُتلاف اختیاری کے ذریعے اس نے خواب کا مطلب پہلی مرتبہ ہی معلوم کر لیا۔ خواب کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس عورت کو "چن" لیا۔ یعنے دوسری خواتین پر (شادی کے معاملے میں ؟) اس کو

ترجیح دی۔

۲ ـــ میرے ایک دوست خواب میں اپنے آپ کو ایک حسینہ کے ساتھ کمبل اوڑھ کر، چارپائی پر سوئے ہوئے دیکھتے ہیں۔ میرے یہ دوست اس حسینہ کے ساتھ شادی کرنے کے ازحد خواہش مند تھے اور وہ حسینہ بھی رضامند تھی۔ دونوں پوشیدہ طور پر ملا بھی کرتے تھے۔ لیکن لڑکی کے والدین نے اس کی شادی کسی اور جگہ کر دی۔ کافی مدت کے بعد جب میرے دوست کی شادی ان کی مرضی کے خلاف ہونے والی تھی تو انھوں نے یہ خواب دیکھا اور ان کی یہ خواہش خواب میں پوری ہو گئی۔ کمبل اوڑھنے کے متعلق اُتلاف اختیاری سے معلوم ہوا کہ وہ کہیں بھاگ کر اپنے تئیں ظلمت (یا گم نامی) کے پردے میں نہاں کرنے کے ازحد خواہش مند تھے۔

لیکن چند وجوہ سے وہ ایسا نہ کر سکے (مکمل اوڑھنا؛ دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا. کسی ایسی جگہ چلا جانا جہاں سے کوئی سُراغ نہ لگا سکے).

۳ب— "ایک عورت حج کے ارادے سے اسٹیشن پر جاتی ہے" معلوم ہوا کہ اس کے گاؤں میں ایک حجن ہے جو حج کرنے کے بعد لوگوں کو فریب سے لوٹتی ہے. اس کے مکر و فریب کا جال اتنا وسیع ہے کہ لوگ ایک دوسرے میں نفاق ڈالنے کی غرض سے اس کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں. عورت اپنے کو زاہدہ و عابدہ ظاہر کیے ہوئے ہر قسم کے تعویذ لکھا کرتی ہے. خواب دیکھنے والی بھی اس کی معتقد ہے. اب جب کہ حجن کہیں جانے والی ہے یہ عورت اس کے شروع کئے ہوئے کام کو فروغ دینے کی خواہش مند ہے، لیکن جب تک وہ خود حجن بن کر لوگوں میں

اپنا رسوخ پیدا نہ کرے بظاہر اس کی گدی پر
بیٹھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے خواب
میں وہ جج کرنے جاتی ہے کہ اس جج کے
جانے سے پیشتر اس کام کو سنبھالنے کے
قابل ہو جائے۔ یہ سب خیالات عورت کے
اپنے ہیں جو اس نے مجھ سے بیان کئے۔
اب ہم فرائڈ کی ایک مریضہ کا مکمل خواب درج کرتے
ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا ہم پورا خواب تعبیر کرنے
کے قابل ہو گئے ہیں؟:۔

"ایک نوجوان عورت، جس کی شادی کو
کافی عرصہ ہو گیا تھا، یہ خواب دیکھتی ہے:۔
وہ اپنے خاوند کے ساتھ تھیٹر میں ہے۔
بیچوں کی ایک رو بالکل خالی ہے۔ اس کے
خاوند نے اس کو بتایا کہ ایلیز۔ ل اور
اس کے محبوب نے اندر آنا چاہا۔ لیکن وہ
صرف ناموزوں جگہ حاصل کر سکے۔ تین سیٹیں
ڈیڑھ فلارن کے عوض اور وہ یقیناً یہ جگہ

نہیں دے سکتے۔ عورت نے جواب دیا کہ
اس کے خیال میں اس طریقے سے انھوں نے
کوئی اتنا خسارہ نہیں اُٹھایا۔"
"مریضہ نے بتایا کہ اس خواب کی وجہ
آں کے متعلق ایک خبر ہے جس سے اس کے
خاوند نے اس کو ایک دن قبل مطلع کیا کہ
آں کی، جو اس عورت کی تقریباً ہم عمر تھی منگنی
ہوگئی ہے۔ بلا شک و شبہ خواب اس خبر کا
ردعمل ہے۔ "خالی رد" کے متعلق عورت نے
اختلاف اختیاری کی مدد سے بتایا کہ
یہ گذشتہ ہفتے کے ایک واقعے کی طرف
اشارہ ہے۔ اس نے تھیٹر میں ایک
خاص کھیل دیکھنے کے ارادے سے
قبل از وقت زیادہ قیمت دے کر
ٹکٹ خرید لیے۔ تھیٹر جاکر معلوم ہوا کہ
اس کا یہ خیال، کہ بعد میں تمام جگہ پُر
ہو جائے گی، بے بنیاد تھا۔ کیوں کہ

بچوں کی ایک رو بالکل خالی تھی۔ اگر وہ کھیل والے دن ہی ٹکٹ خرید لیتی تو کوئی مضائقہ نہ تھا، اچھی جگہ مل جاتی اور اس کا خاوند بھی اس کی تعجیل پر معترض نہ ہوتا۔ "ڈیڑھ فلارن کا کیا مطلب ہے؟" اس کا بھی ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے جس کا بہ ظاہر خواب کے ساتھ کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ خواب سے ایک دن قبل اس نے سنا کہ اس کی نند کو اس کے خاوند نے ۱۵۰ فلارن تحفے کے طور پر پیش کئے اور وہ تحفہ لیتے ہی "بہت جلد" جوہری کی دکان پر گئی اور تمام کا تمام روپیہ وہاں کسی زیور پر خرچ کر دیا۔ "نمبر تین" کے متعلق اس نے کوئی خیال ظاہر نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ اس کی سہیلی "ل" اس سے صرف تین ماہ چھوٹی ہے، درحالیکہ اس کی شادی آج سے

اس سال قبل ہوگئی ہے۔ "دو آدمیوں
کے لیے انھوں نے تین ٹکٹ کیوں خریدے؟"
اس کے متعلق وہ کوئی اطلاع نہ دے سکی۔

مندرجۂ بالا خیالات کی مدد سے اب ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ خواب کے بے شعور معانی معلوم کر سکیں۔ ان خیالات سے معلوم ہوگا کہ وقت کے متعلق اشارات قابل غور ہیں۔ اس نے تین ٹکٹ "بہت جلدی" خریدے اتنی جلدی کہ اس کو مقرر قیمت سے چند زیادہ ادا کرنا پڑا۔ بعینہ اس کی نند تحفہ لیتے ہی فی الفور جوہری کی دکان پر گئی اور وہاں اس نے "اتنی جلدی" زیور خرید اگو یا وہ کچھ گم کرنے والی تھی۔ اگر "بہت جلدی۔ اتنی جلدی۔ فی الفور" وغیرہ کا خواب کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہے (یعنے یہ خبر کہ اس کی ایک سہیلی نے، جو اس سے صرف تین ماہ چھوٹی ہے، آخر کار اچھا خاوند پا لیا ہے) نیز اس کی نند کے واقعات کے ساتھ، کہ اس کی اتنی تعجیل حماقت تھی، تو ہم خواب کا بے شعور مطلب اس طریقے سے

واضح کریں گے :—

"حقیقتاً یہ میری حماقت تھی کہ میں نے شادی کرنے میں اتنی جلدی کی۔ ل کی مثال سے واضح ہے کہ آخر کار مجھے بھی کوئی موزوں خاوند مل ہی جاتا"۔ (اس کی یہ تعجیل اس کے جلدی میں ٹکٹ خریدنے اور اس کی نند کے زیور خریدنے سے واضح ہوتی ہے)۔ تھیٹر جانے کا اشارہ اس کی شادی کی طرف ہے۔ خواب کا اصل مطلب تو یہی ہے لیکن ہم اس کو اور واضح بھی کر سکتے ہیں اگو اتنے یقین سے نہیں؛ کیوں کہ یہ تشریح عورت کے خیالات سے مستحکم نہیں ......' اور ممکن تھا کہ میں رقم سے سو گنا بہتر پا لیتی۔' (۱۵۰ فلارن ڈیڑھ فلارن ۵۰-۱' سے سو گنا زیادہ ہیں) اگر روپے کی بجائے جہیز رکھ لیا جائے تو اس کا یہ

مطلب ہے کہ خاوند جہیز سے خریدا جاتا ہے۔ زیور اور ناموزوں جگہ دونوں خاوند کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ رشتہ اور بھی زیادہ واضح ہو سکتا ہے اگر ہم "تین ٹکٹوں" اور "خاوند" کا تعلق سمجھ سکیں۔ لیکن ابھی ہم اس علامت کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے[1]۔ اب خواب کے اصل اور بے شعور معنے بالکل صاف ہیں۔ یعنے خواب عورت کے

[1]۔ ہم مخصوص علامات کے ضمن میں دیکھیں گے کہ بعض مخصوص نشانات کس طرح بعض اشیا کو رمز کے طور پر واضح کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد مرد کے عضو مخصوص کی علامت ہے اور اس صورت میں خاوند کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنے اتنی قیمت (جہیز) دے کر اس نے تین ٹکٹ (خاوند) خرید ے۔ اب مخصوص علامت بالکل واضح ہے۔

خاوند کے متعلق ہے اور عورت اتنی جلدی شادی کرنے پر متاسف نظر آتی ہے۔

"عورت خواب کی یہ تعبیر سن کر حیران رہ گئی، لیکن اس نے مان لیا کہ معاملہ ایسا ہی ہے۔ لیکن اب تک اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ اپنے خاوند کے متعلق اس کا یہ خیال ہے، اور نہ ہی اس بات کا کہ وہ کیوں اپنی اس تعجیل پر افسوس ظاہر کرتی ہے۔ لیکن ابھی ہم اس بات کے قابل نہیں ہوئے کہ اس نقطے کو اور زیادہ سلجھا سکیں۔ کیوں کہ فی الحال خواب کے بے شعور خیالات کے متعلق ہمارا علم بہت ہی ناکافی ہے۔"[1]

مندرجۂ بالا خواب سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں:—

۱— خواب کے مطالب کے متعلق ہم نے

---

[1] فرائڈ۔ تمہیدی لیکچرز — ۱۹۳۰ء۔

دیکھا ہے کہ خواب میں زیادہ زور تعجیل پر دیا گیا ہے۔ لیکن اصل خواب میں اس کا کوئی اتنا ذکر نہیں۔ بغیر تعبیر کے یہ مطلب معلوم کرنا ہمارے لیے ناممکن تھا۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواب کے بے شعور خیالات اصل خواب میں بالکل موجود نہیں ہوتے، ایسے خیالات صرف "ائتلاف اختیاری" کے ذریعے سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اس لیے تعبیر کے وقت اس بات کا مطلق خیال نہ کرنا چاہیے کہ فلاں خیال اصل خواب میں موجود نہیں —

۲ — خواب میں خیالات کا آپس میں جو تعلق ہوتا ہے بہ ظاہر وہ بالکل مہمل معلوم ہوتا ہے۔ اس خواب میں کتنے مختلف خیال ہیں، جو بہ ظاہر بے ربط معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے صرف خیالات کی مدد سے تعبیر کی کہ شادی کے معاملے میں اتنی تعجیل حماقت تھی —

Scanned with CamScanner

۳۔ خواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ
اصل خواب اور اس کے مطالب کا رشتہ
بہت ہی پیچیدہ ہے ۔ ہم یہ نتیجہ بھی
نکال سکتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ مطلب
میں اصل خواب کے عناصر بھی موجود ہوں۔

ب باقی رہا یہ سوال کہ اس پیچیدگی کی وجہ کیا ہے؟
ب ہم اس موضوع پر اور زیادہ روشنی ڈالیں گے تو
س کی وجہ بہ خوبی سمجھ میں آجائے گی ۔ جو اصحاب
س موضوع سے کچھ دلچسپی لیتے ہیں ان کی خدمت
ں یہ عرض ہے کہ اپنے خواب ضرور ثبت کرتے
یں ۔ کیوں کہ بعد میں یہ کام آئیں گے اور ان کی
رد سے مضمون بہ خوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔

تیسرا باب

rekhta

Scanned with CamScanner

۱

تعبیرِ خواب

rekhta

ہم گذشتہ باب میں یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب ہماری خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ بچوں کے خواب بالکل صاف اور واضح ہوتے ہیں۔ یعنے ان کی تکمیل گاہ خواہش نمایاں ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب بھی بعض اوقات، جب کہ ان کا باعث کوئی طبعی مہیج، جیسے بھوک، پیاس وغیرہ ہو، اسی طرح صاف ہوتے ہیں۔ لیکن بالعموم یہ خواہش

Scanned with CamScanner

تبدیل ہو کر کوئی اور شکل اختیار کر لیتی ہے۔ "محتسب" جو حالت بیداری میں بے شعور خیالات، یعنی ممتنع خواہشات کو شعور میں داخل نہیں ہونے دیتا، حالت نیند میں اتنا طاقتور نہیں رہتا۔ اور بے شعور خیالات اس موقع سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھا کر شعور میں خواب کی صورت میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر یہ ایسا نہ کرتے تو ایسے خیالات کے باہمی تنازع سے سونا محال ہو جاتا۔ یہ سب "محتسب" کی مہربانی ہے، جس کے خوف سے یہ اپنی اصلی صورت تبدیل کر لیتے ہیں، اور نیند میں مخل نہیں ہو سکتے۔ بالغ آدمیوں کے خواب اکثر غلط ملط ہوتے رہتے ہیں۔ اگرچہ خواہش ان میں بھی موجود ہوتی۔ لیکن خواب دیکھنے والے کو بغیر تعبیر کے خواہش کا پتہ نہیں چل سکتا، اس پر فعل خواب کا اثر پڑتا ہے۔

فعلِ خواب:

وہ طریقہ یا وہ قانون جس سے اصل خواب

Scanned with CamScanner

موجودہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے "فعل خواب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور برعکس اس کے جس طریقے سے خواب کو حل کیا جاتا ہے۔ یعنے اصل خواب کا مطلب معلوم کیا جاتا ہے "تعبیرِ خواب" ہے۔ فعل خواب کی چند ایک صورتیں ہیں:---

الف۔ "اختصار"۔ فعل خواب کی یہ پہلی صورت ہے۔ خواب کا ایک عنصر بہت سے بے شعور خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ بعض اوقات خواب کے چند ضروری عناصر بالکل ہی مفقود ہوتے ہیں، اور اکثر اوقات تمام بے شعور خیالات یکجا ہوتے ہیں۔ ہمارے اکثر خوابوں میں بہت سے اشخاص کی صفات ایک ہی شخص میں پائی جاتی ہیں۔ یعنے اس شخص کا نام م ہے، لیکن اس کی شکل ح سے ملتی جلتی ہے، اور اس کے کپڑے ص کی طرح کے ہیں، اور وہ شخص ع کا پیشہ اختیار کیے

ہوئے ہے۔ چار اشخاص کی صفات ایک شخص میں موجود ہیں۔

اس طریقے سے خواب بہت ہی مختصر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی تعبیر بہت ہی طویل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر خواب نصف صفحہ پر آئے تو اس کی مکمل تعبیر تقریباً دو تین صفحے لے گی۔ باوجود اس کے پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تعبیر بالکل مکمل ہے۔ اختصار کا عمل اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب خواب میں کسی شخص کا نام یا کوئی مقام موجود ہو۔ نیز یہ کسی خاص قانون کے ماتحت کام نہیں کرتا۔ خیالات بالکل مہمل معلوم ہوتے ہیں۔ اس نقطہ کو میں اپنے آج رات کے خواب سے واضح کرتا ہوں۔ ۶ ستمبر ۳۴ء:۔

خوشنما مناظر کا خواب

"میں مفتی صاحب کے ساتھ بائیسکل پر سوار کہیں جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک بنگلہ نما مکان نہایت ہی خوب صورت

دکھائی دیتا ہے۔ میں اس کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو جاتا ہوں۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہ ایک گاؤں ہے۔ اس کے مشرق کی جانب مکان سے ملحق ایک نہایت ہی خوب صورت مختصر سی مسجد ہے۔ گاؤں کے باہر فصیل بھی موجود ہے.... مفتی صاحب کہیں غائب ہو جاتے ہیں... میں ایک شخص سے جو گاؤں کا باشندہ معلوم ہوتا ہے، مخاطب ہوتا ہوں: "میں تمہارا یہ گاؤں دیکھنا چاہتا ہوں"؛ وہ جواب دیتا ہے، "ضرور، لیکن اس طرح نہیں، میں کل یا پرسوں آپ کو مدعو کر دوں گا۔ پھر دیکھ لینا......" گاؤں کے باہر ایک طرف ایک اور خوشنما عمارت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مدرسہ ہے۔ میرے ساتھ ع اس وقت موجود ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ

ہم اس اسکول کے طلبا کا دماغی معائنہ کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن وقت کی قلت کے باعث اس ارادے کو ملتوی کرتے ہیں، اور پھر آنے کا وعدہ کرتے ہیں .... اسی گاؤں کو دیکھنے کے لیے اپنے دوست آلف کے ہاں جاتا ہوں، وہاں اور بھی بہت سے حضرات چارپائیوں پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میرے پاس علامہ عبداللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ والا پہلا سیپارہ ہے۔ ایک صاحب سیپارہ کو مجھ سے لے کر دیکھتے ہیں۔ کچھ عرصہ دیکھنے کے بعد مجھ سے اس کے متعلق پوچھتے ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں۔ انگریزی ترجمہ تو بلا شک و شبہ بہترین ہے۔ لیکن متن میں بہت سی غلطیاں ہیں'.....''

تعبیر: — کل مفتی صاحب میرے مہمان تھے۔ میں ان کو الوداع کہنے کے لیے ایک میل تک

بائیسکل ساتھ لے کر گیا۔ سڑک پر جہاں ایک سکھ ٹھیکہ دار نے
ایک خوشنما کوٹھی بنائی ہے وہاں پہنچ کر مفتی صاحب
چلے گئے اور میں وہاں سے سیدھا بھٹی بھنگو کے
مدرسے کے طلبا کا دماغی معائنہ کرنے کے لیے گیا۔
میرے پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد میرے ایک رشتہ دار
ع بھی وہاں پہنچ گئے۔ خواب میں جو بنگلہ دیکھا ہے
وہ گھلوٹیاں (ایک گاؤں کا نام ہے) کا ایک نہایت
خوب صورت محلہ ہے۔ پچھلے دنوں عید میلاد کی
تقریب پر جماعت احناف کی جانب سے ایک جلسہ
منعقد ہوا۔ میں بھی ع اور مدرسین بھٹی بھنگو کے
ساتھ وہاں پہنچا۔ جلسے کا انتظام بھی اسی محلہ کے
رہنے والوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس کے مشرق
کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد بھی تھی، جس کے قریب
وسیع میدان میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ محلہ
گاؤں سے باہر تھا، اور نہایت ہی خوب صورت۔
ایک ہی خاندان کے افراد وہاں رہتے تھے۔ میں
مکانوں کی ترتیب اور حُسنِ انتظام دیکھ کر نہ صرف

Scanned with CamScanner

عشق ہی کرتا تھا بلکہ یہ میری خواہش تھی کہ کاش میرا بھی مکان نہیں ہوتا۔ حقیقتاً اس طرز کے مکان میں نے اس سے پہلے کہیں نہیں دیکھے تھے۔ میں اس محلے کو اندر سے دیکھنے کے لیے بہت ہی بے تاب تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خوراک وغیرہ کا انتظام بھی انھیں کے ذمے ہے۔ شاید اندر جانے کا موقع مل جائے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے جو بہ ظاہر میرے آشنا معلوم ہوتے تھے، لیکن میں ان کو نہ پہچانتا تھا۔ انھوں نے ہمیں بائیسکلیں اپنے مکان میں رکھنے کے لیے کہا۔ ان مکان بھی اسی محلے میں تھا۔ انھیں نے ہمیں شام کے کھانے پر اپنے گھر مدعو بھی کیا۔ ہم نے شب کا کھانا وہاں کھایا، اور ان مکانوں کو جن کے چاروں طرف فصیل نما دیوار تھی خوب غور سے دیکھا۔ فی الواقع عمارات قابل دید تھیں۔

مدرسے کی خوشنما عمارت بلاشک وشبہ بھٹی بھنگو کا مدرسہ ہے، جہاں جلسے والے دن ہم وہاں واپسی پر

کھانے سے فارغ ہو کر پہنچ گئے، اور شب بھی وہیں گذری۔ کل اسی جگہ معائنہ کے لیے میں آیا ہوا تھا۔ صرف چند ہی طلبا کا معائنہ کر سکا۔ ہیڈ ماسٹر وہاں رہنے کے لیے مجبور کرتے تھے۔ لیکن میں آئندہ کا وعدہ کر کے تیغ کے ساتھ واپس اپنے مکان پر آگیا۔

پچھلے دنوں میں ایک رشتہ دار کی شادی پر مدعو تھا۔ وہاں ہمارے اور بھی قریبی رشتہ دار جمع تھے۔ میں بہ غرض اشاعت اپنے ساتھ "انجمن عالم گیر تحریک قرآن مجید۔ حیدر آباد۔ دکن کی شائع شدہ "بچوں کی تفسیر" ساتھ لے گیا تھا۔ وہاں نمونتاً ہر ایک کو دکھائی اور خریدنے پر مجبور کیا۔ وہاں قرآن پاک کے مختلف تراجم پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں علامہ عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کا ذکر شروع ہوا۔ میں نے اس کی کافی تعریف کی، اور اپنا فیصلہ دیا کہ مکمل ہو جانے پر بلا شک وشبہ یہ بہترین ترجمہ ہوگا۔

جس طرح اُردو میں مولانا ابوالکلام آزاد کا "ترجمان القرآن"۔ مکرمی عموی صاحب نے فرمایا، ہاں یہ ترجمہ فی الواقع بے نظیر ہے۔ ہر گھر میں اس کا ہونا اشد ضروری ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے متن میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ شاید دوسرے ایڈیشن میں یہ شکایت رفع کر دی جائے۔

مندرجۂ بالا خواب اور اس کی مختصر تعبیر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ "محتسب" کا فعل بالکل واضح ہے۔ کسی طرح بالکل مختلف قسم کے خیالات ایک مسلسل خواب میں موجود ہیں۔ وقت بھی ایک ہی ہے اور مقام بھی ایک ہی ہے۔ حالانکہ یہ خواب تین مختلف خیالات پر مبنی ہے جو مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ظہور پذیر ہوئے۔ خواب کے آخری جزو میں دیکھئے کہ ایک ہی کتاب کے دو مختلف پہلو ہیں۔ بالغ آدمیوں کے خواب میں یہ فعل سوائے چند ایک کے ضرور ہی موجود ہوگا۔ گویا خواب کی بناوٹ میں یہ نہایت ہی ضروری

حصہ لیتا ہے۔

ب۔ "تبدل"۔ بعض خیالات جو خواب میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، بعض اوقات تعبیر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ برعکس اس کے ایسے خیالات جو خواب میں بالکل معمولی ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہ تعبیر میں نہایت ہی ضروری حصہ لیں۔ فراڈ کی اس مریضہ کے خواب میں عجلت کے خیالات اصل خواب میں بالکل معمولی معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواب کی تعبیر ہی انھیں کے متعلق ہے۔ اسی طرح اس عورت کے خواب میں جو اپنے اکلوتے بچے کو صندوق میں مرا ہوا دیکھتی ہے۔ "صندوق" کا خیال بہ ظاہر اتنی اہمیت نہیں رکھتا، لیکن تعبیر سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ نہایت ہی ضروری حصہ لیتا ہے۔